

اسلام میں داڑھی کا مقام

تصنیف:

مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنی
شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مترجم:

سید حبیب اللہ مدنی

پیش لفظ:

عبداللہ القیوم حقانی

برائچ پوسٹ آفس
خالق آباد ضلع نوشہرہ

اقسام کیڈمی جامعہ البوہریہ

اسلام میں داڑھی کا مقام

۱

۲

۳

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

اسلام

میں داڑھی کا مقام

محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا
ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی مدظلہ

پیش لفظ : مولانا عبد القیوم حقانی

اردو ترجمہ : سید حبیب اللہ مردانی

<http://islamicbooksinpdf.blogspot.com/>

ناشر

القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ

<http://islamicbooksinpdf.blogspot.com>

کیا آپ روزانہ قرآن و حدیث کا ترجمہ اپنے موبائل پر حاصل کرنا چاہتے ہیں؟؟؟
تو ابھی ٹائپ کریں

Add Hadith Quran

اور بھیج دیں

زونڈ سے 2323 پر
جبکہ

باقی نیٹ ورکس سے 9900 پر

مسیح بالکل مفت حاصل ہوتے ہیں

www.Pringit.com/HadithQuran

<http://islamicbooksinpdf.blogspot.com/>

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	:	اسلام میں داڑھی کا مقام
پیش لفظ	:	مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ
مترجم	:	سید حبیب اللہ مردانی رکن القاسم اکیڈمی
پروف و معاونت	:	مولانا حافظ عبید اللہ عابد
ضخامت	:	96 صفحات
کمپوزنگ	:	جان محمد جان رکن القاسم اکیڈمی
سن طباعت اول	:	جمادی الاول ۱۴۲۹ھ / مئی ۲۰۰۸ء
ناشر	:	القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ

ملنے کے پتے

- ☆ صدیقی ٹرسٹ 'صدیقی ہاؤس' المنظر پارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ،
نزد اسمیلر چوک کراچی
- ☆ مکتبہ رشیدیہ 'سردار پلازہ جی ٹی روڈ' اکوڑہ ٹنک ضلع نوشہرہ
- ☆ کتب خانہ رشیدیہ 'مدینہ کلاتھ مارکیٹ' راجہ بازار 'راولپنڈی'
- ☆ مکتبہ سید احمد شہید '۱۰۰ الکریم مارکیٹ' اردو بازار 'لاہور'
- ☆ مولانا خلیل الرحمن راشدی صاحب 'جامعہ ابو ہریرہ' چنوں موہم ضلع سیالکوٹ
- اس کے علاوہ اکوڑہ ٹنک اور پشاور کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب دستیاب ہے

<http://islamicbooksinpdf.blogspot.com/>



آئینہ کتاب

- ۸ دُعائیہ ! شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی مدظلہ
- ۹ پیش لفظ از ! مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ
- ۱۱ تقریظ ! مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی زرولی خان مدظلہ
- ۱۳ عرض مترجم
- ۱۵ مقدمہ
- ۱۵ بحث کا انتخاب اور سطر مسجد اقصیٰ
- ۱۶ مقدس نوجوان کے ساتھ بات چیت
- ۱۷ مقدس نوجوان کا معافی مانگنا
- ۱۸ نمازیوں کی تعداد
- ۱۸ ہندوستانی علماء سے ملاقات
- ۱۸ ائمہ مساجد بھی داڑھی منڈھاتے تھے
- ۱۹ عرب نوجوان داڑھی پر استہزاء کرتے تھے

پہلی فصل دلائل شرعیہ ۲۱

- ۲۱ مخالفوا المشرکین، یعنی مشرکین کی مخالفت کرو
- ۲۳ داڑھی کا وجوب بصیغہ امر
- ۲۸ داڑھی رکھنا فطرت کا حصہ ہے
- ۲۸ داڑھی رکھنا دینی فرائض اور اسلامی شعائر میں سے ہے
- ۲۸ دس چیزیں فطرت سے ہیں
- ۲۹ داڑھی رکھنا تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے
- ۳۰ داڑھی کے مسئلہ پر دلیل کی حاجت نہیں
- ۳۱ داڑھی رکھنے کے بارے میں احادیث درجہ شہرت تک پہنچی ہیں
- ۳۳ کفار کی مشابہت حرام ہے
- ۳۳ معروف منکر بنا اور منکر معروف
- ۳۶ لعنتی مرد اور لعنتی عورتیں
- ۳۷ اسلامی طلبہ کا سیکولر لوگوں کی تقلید کرنا قابل افسوس ہے
- ۳۸ زمانہ فساد میں سنت پر عمل پیرا ہونا عظیم جہاد ہے
- ۳۹ شیخ محمد امین الشنقٹلی کا قول
- ۴۰ داڑھی منڈوانا اور (منکھی سے) کم کرنا گناہ کبیرہ ہے
- ۴۱ اگر کسی نے کسی کی داڑھی نکالی تو اس پر پوری دیت واجب ہوتی ہے
- ۴۱ ابن حزم کا قول

- ۴۲ ائمہ کرام کا فتویٰ
- ۴۳ قرآن مجید کی آیت داڑھی کی ایک مشت یا زیادہ ہونے پر دلالت کرتی ہے
- ۴۵ علامہ ابو بکر صاص کا قول
- ۴۵ پیغمبر ﷺ کے پاس ایک مجوسی کا آنا
- ۴۶ تمام انبیاء کرام داڑھی والے تھے
- ۴۶ داڑھی لمبی رکھنا تمام شریعتوں کا مسئلہ ہے
- نبی اکرم ﷺ کے احادیث اور اقوال کو سب سے زیادہ سمجھنے والے
- ۴۷ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے
- ۴۸ مقداد داڑھی اور اس کا رنگنا
- ۵۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رونا
- ۵۱ نسل در نسل داڑھی رکھنے پر تعامل
- ۵۲ داڑھی کی مقدار اور مشت سے زائد کاٹنے کا حکم
- ۵۳ مولانا غلیل احمد سہارنپوری کا قول
- ۵۴ ملا علی قاری کا قول
- ۵۶ صحابہ کرامؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم ماننے کے لئے
- ۵۶ ایک دوسرے سے پہل کر تے
- ۵۶ ہدایت کو خواہش پر مقدم کرنا سعادت مندی ہے
- ۵۷ داڑھی منڈوانا لازم گناہ ہے
- ۵۸ یورپ کی تقلید مہلک مرض ہے

- عاشق اپنے معشوق کا تابعدار ہوتا ہے ۵۹
- داڑھی کی مقدار ۶۰
- امام محمد بن الحسن الشیبانی کا قول ۶۰

دوسری فصل

دلائل عقلیہ جو طوالتِ داڑھی پر دلالت کرتی ہیں ۶۳

- ہر قوم کی خاص نشانی ہوتی ہے ۶۳
- سکھ اپنے شعائر کے پابند ہیں ۶۴
- قصد اکفار کی مشابہت کا حکم ۶۶
- اسلامی شخص کی حفاظت کرنا ۶۸
- سلف صالحین کی حدود شریعت پر مداومت ۶۹
- سلف صالحین نے دین کو مشرق و مغرب میں پھیلایا ۶۹
- کفار اور مسلمانوں کے درمیان فرق ۷۰
- مرد اور عورت کے درمیان فرق ۷۱
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بیچرے کو مدینہ منورہ سے نکالنا ۷۲
- آدی اور عورت ایک جیسا لباس نہ پہنے ۷۳
- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں آمد ۷۵
- ایک بدو کا ایمان اور سمجھ ۷۶
- لبی داڑھی اور کم موٹھوں میں بہت سی حکمتیں اور مصالح ہیں ۷۶

- داڑھی ۷۸
- داڑھی مردوں کی زینت ۸۰

تیسری فصل

بعض اہل علم اور زانغین کے شبہات اور جوابات ۸۳

- کیا لمبی داڑھی رکھنا عیب ہے ؟ ۸۳
- کیا مجاہد کے لئے داڑھی کا ٹٹا جائز ہے ؟ ۸۵
- کیا داڑھی منڈے کی تقلید جائز ہے ؟ ۸۶
- کیا داڑھی رکھنا اور کاٹنا برابر ہے ؟ ۸۷
- کیا داڑھی میں آدی عجیب لگتا ہے ؟ ۸۸
- کیا داڑھی اونٹنی پر سواری کی طرح سنت ہے ؟ ۸۹
- أهرون البلیتین اختیار کرنا ۹۰
- کیا داڑھی والے حساس مرتبوں تک نہیں پہنچ سکتے ؟ ۹۱
- پڑھاپے میں کوئی کمال حاصل کرنا شرم نہیں ۹۲
- خصوصی نصیحت ۹۳
- اختتامی کلمات ۹۶



دُعائیہ

الحمد لله وكفى و سلام على عباده الذين اصطفى ! اما بعد !
محترم و مکرم حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مردانی قابل ستائش و تحسین ہیں۔
کہ انہوں نے مکاشفۃ الحیۃ فی الإسلام کے سلیس ترجمہ سے اردو دان طبقہ کو ایک
شہانہ علمی و دینی تحفہ سے نوازا ہے۔ بندہ نے ”اسلام میں دائرہ کا مقام“ کا بالاستیجاب
مطالعہ کیا ہے۔ ماشاء اللہ مولانا موصوف نے پوری امانت و دیانت سے عام فہم سلیس اردو
میں ترجمہ کرنے سے اس اہم موضوع سے استفادہ کے دائرہ کو وسیع تر کر دیا ہے۔
یہ درحقیقت فخر الامل خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی حفظہ اللہ و
دعاء و بکثرہ اللہ امدادہ کے آغوش تربیت میں رہنے کا ثمرہ ہے۔ ذب العالمین جل جلالہ
دونوں حضرات کے اس عظیم علمی کاوش کو شرف پذیرائی عطا فرما کر فرزند ان اسلام کو اس
تالیف سے استفادہ کی توفیق نصیب فرماوے۔

والله من وراء القصد و بفضلہ مکرمہ تتم الصالحات و هو
الموفق للخیرات و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ
اجمعین الطہیین الطاہرین۔

کنبہ شیر علی عفا اللہ عنہ

۱۳۳۹/۲/۳ھ



پیش لفظ

الحمد لحضرة الجلالة والصلوة والسلام على خاتم الرسالة.
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم کا نام نامی
اسم گرامی سے کون واقف نہیں آپ محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ
مرقدہ کے علم کے امین ہیں۔ خود آپ کا درس حدیث و قرآن بہت مشہور ہے، علامہ کیلئے
مقتناطیس ہیں، طلباء آپ کے درس کے دیوانے ہیں، حدیث دل کو دل میں ایسا بٹھاتے
ہیں کہ پھر مدتوں تک وہ بات نہیں بھولتی۔ آپ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے۔ ”اسلام
میں دائرہ کا مقام“ جو عربی میں ہے۔ جامعہ ابو ہریرہ کے منتہی طالب علم اور القاسم اکیڈمی
کے رکن زکین مولانا سید حبیب اللہ مردانی جو ابھی جوانی میں ہیں خیر سے چند نادر کتب کے
مؤلف بھی ہیں۔ ابھی طالب علم ہیں۔ لیکن محنت سے پڑھنے کا نتیجہ ہے کہ طالب علمی ہی کے
دور میں علم و ادب، تصنیف کتب کی طرف مائل بہ پرواز ہیں۔ ان کا ذوق دیکھتے ہوئے
کہا جاسکتا ہے کہ تکمیل تک اچھی خاصی کتب کے مؤلف ہو جائیں گے۔

یہ ان کی تازہ ترین کاوش ہے جس میں مولانا سید حبیب اللہ مردانی نے شیخ

الحدیث والتفسیر ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب کی کتاب جس کا عربی نام "مکانة اللہ فی فسی الاسلام" ہے کا اردو ترجمہ کر کے ڈاکٹر صاحب کے افکار عالیہ کو اردو دان طبقہ تک پہنچانے کی سعی کی ہے۔

یہ ایک عالمانہ، فقیہانہ علمی و تحقیقی کاوش اور طالب علمانہ ترجمہ ہے، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت عامہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

عبدالقیوم حقانی

صدر القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ

برائچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

یکم ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ / اپریل ۲۰۰۷ء



تقریظ

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ
مہتمم و شیخ التفسیر والحدیث جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی

الحمد لله الذي جل وعلا، وصلى الله وسلم على رسوله المصطفى و
نبيه المجتبي وأمينه على وحى السماء و على اله النجباء وأصحابه الاتقياء
أفضل الخلائق بعد الأنبياء۔ أما بعد !

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی (دامت برکاتہم و
فیوضہم) نے ایک زبردست کتاب "مکانة اللہ فی الاسلام" لکھی ہے جب آپ
مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جائے نزول وحی اور دارالہجرۃ میں ۱۳۹۳ھ میں قیام پذیر تھے،
حضرت شیخ نے جب عراق، اردن اور شام میں عرب نوجوان دیکھے جو دائرہ اور دائرہ
والوں پر استہزاء کرتے تھے۔ تو آپ کے جوش ایمانی اور دینی حمیت نے میں اُبال آیا اور
بہت سے دائرہ منڈوانے والے بکھڑا لوگوں سے اس کے بارے میں بات چیت کی۔ تو
خاص سنت نبوی ﷺ کی احیاء اور حجت پورا کرنے کی غرض سے یہ شاندار کتاب لکھی، اور
اپنی گراں قدر کوششوں کے ساتھ اپنے آپ کو اس مسئلہ کو تحقیق میں تنہا دیا، جس کا تعلق

داڑھی سے ہے، مثلاً قرآنی آیتیں روایات آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اقوال مجتہدین و فقہاء جو بڑی بڑی کتابوں میں تھے نہایت اچھے طریقے سے جمع فرمائے ہیں، اس بنیادی مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو اچھی طرح مبرہن اور منور کیا ہے۔ اس موضوع کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ کریم بہترین بدلہ عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ اپنے عقیدہ مندوں کو دیا کرتا ہے جو سنن نبویہ (علی صاحبہا ألف الف سلام و تحیة) کے زندہ کرنے کے لئے دن رات محنت کرتے ہیں۔ اللہ کریم آپ کی دینی و علمی کاوش قبول فرما کر آپ کی میزانِ حسنات میں ڈال دے اور عام بندوں اور علم و عرفان کے طلباء کو اس سے مستفید فرمائے۔

واللہ من وراء القصد وهو ولی التوفیق وهو المستعان و علیہ التکلان و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ المصطفیٰ و صفیہ المجتبیٰ و علی آلہ و اصحابہ نجوم الفضل و اعلام الہدی۔

کتبہ محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ

۱۲ / محرم الحرام ۱۴۲۲ھ



عرض مترجم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم . أما بعد !

بندۂ ناچیز پر تقصیر کا جب سے مادر علمی جامعہ ابو ہریرہ کے بانی و مہتمم اور سرپرست اعلیٰ، معروف اسکالر حضرت مولانا عبد القیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم سے تعلق قائم ہے، تو ان کے عظیم کتب خانہ (جس کا شمار ملک کے چند ایک بڑے کتب خانوں میں ہوتا ہے) میں مختلف موضوعات پر کتب نظر سے گذریں۔ اس میں ایک اُستادِ مکرم شیخ الطغیر والحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی دامت برکاتہم و فیوضہم کی کتاب ”مسکاة اللہیۃ فی فی الاسلام“ بھی ہے۔ اس موضوع پر اس طرح جامع ترین کتاب راقم الحروف کی نظر سے نہیں گذری۔ حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ کی ہر تصنیف ماشاء اللہ بے مثال اور عظیم الطغیر ہے، مگر حضرت شیخ صاحب مدظلہ کی تمام تصانیف سوائے ”زبدۃ القرآن“ کے باقی عربی میں ہیں۔ جن سے عام لوگوں کے لئے استفادہ مشکل ہے۔ اس پُر فتن دور میں جب لوگ دین سے نا آشنا اور بے خبر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور اسلامی شعائر کی استہزاء کی جارہی ہے، بالخصوص داڑھی اور داڑھی والوں کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے، تو اس موضوع پر حضرت شیخ صاحب مدظلہ کی کتاب دین اسلام کی بہت بڑی خدمت اور عظیم کارنامہ ہے۔ قرآن و سنت اور اجماع سے وجوب داڑھی پر دلائل اور معترضین کے جوابات

نہایت اچھے انداز میں پیش کئے گئے اردو دان طبقہ کی ضرورت کے پیش نظر اس رسالے کا اردو ترجمہ وقت کا اہم تقاضہ تھا.....

تو اسی ضرورت کے پیش نظر راقم الحروف نے اپنے محسن و مشفق استاد مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ سے اس بارے میں عرض کیا، آپ نے نہایت تشجیع اور حوصلہ افزائی فرمائی اور حضرت شیخ مدظلہ کے نام ترجمہ کرنے کی اجازت لینے کے سلسلہ میں خط بھی عنایت فرمایا۔ فاجورہ علی اللہ۔ حضرت شیخ مدظلہ نے بھی تحریر ترجمہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور دعائیں بھی دیں۔

درحقیقت بندہ کی تمام نیک کاوشیں مادر علمی جامعہ ابو ہریرہ کی خدمت اور استاد محترم حضرت حقانی صاحب دامت برکاتہم کی شفقت و محبت کا ثمرہ ہے، اللہ کریم جامعہ کو تاقیام قیامت قائم و دائم رکھے اور حضرت الاستاد مدظلہ کی شفقت و محبت کا سایہ تاحیات بندہ کو حاصل ہو۔ (آمین)

بہر حال یہ ایک دیہاتی پٹھان کا اردو ترجمہ ہے، اردو میں طالب علمانہ ادب کی کمزوریاں ضرور ہوں گی مگر اس سے صرف نظر کر کے اصل مضمون کو سمجھنے کے ساتھ ان ادبی اغلاط کی اصلاح فرما کر مطلع فرمائیں تو نہایت ممنون احسان اور شکر گزار رہوں گا۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ بندہ کی اس حقیر سی کاوش کو قبول فرما کر مزید اصلاحی و تعمیری کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کوئی سنتا نہیں خدا کے سوا کوئی چارہ نہیں دعا کے سوا

سید حبیب اللہ مردانی

رکن القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

۳۴ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ / ۲۲ فروری ۲۰۰۷ء



مُقَدِّمَةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله، والصلوة والسلام على اشرف رسله الذي جعله أسوة حسنة، و متممًا لمكارم الاخلاق، وعلى آله واصحابه المتأدبين بأدابه والمتخلقين باخلاقه: أما بعد!

بحث کا انتخاب اور سفر مسجد اقصیٰ :

میں اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ رسالہ پیش کرتا ہوں جس کا نام مڪانة اللحية فی الإسلام (اسلام میں داڑھی کا مقام) ہے اور میرا دل خوشی اور جوش مسرت کے جذبات سے معمور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دلی خواہش پوری کر دی۔

مسجد اقصیٰ کے سفر شوال ۱۳۸۶ھ کے دوران میں جب میں القدس مبارک کے ایک بازار میں جا رہا تھا کہ مجھے ایک مسلمان نوجوان نے آواز دی اے سکھ (Sikh) ہندوستان میں کفار کا ایک گروہ ہے، ان کی نشانی پگھری باندھنا بغیر ٹوپی کے اور چوڑیاں پہننا اور سارے بدن سے بالوں کا شکارنا اور یہ ہندوؤں کے گروہ ”گروناک“ کی تعلیمات کے تابع ہیں۔ وہ (گروناک) ۱۵۳۸ء میں وفات پا گیا تھا۔

(المنجد فی الاعلام ص: ۵۰۳ الطبعة الثانية عشرة دار المشوق بیروت)

تو میں خاموش رہا۔ گویا کہ میں نے اس کی آواز سنی ہی نہیں اور یہ کوئی پہلا واقعہ

نہ تھا کہ بیت المقدس کی سرزمین پر میرے کانوں میں ایسی باتیں پڑ گئیں اور اس سے سخت قسم کی باتیں میں نے بغداد اور عمان شہر کے راستوں میں سنی تھیں۔ تو اس مقدس نوجوان نے پھر گرجہ دار آواز میں کہا، تو میں حیران ہو گیا اور کھڑا ہو گیا۔ ایک قدم آگے لیتا اور دوسرا قدم پیچھے کرتا اور تردد میں ہوا کہ اس سے بات کر لوں یا چشم پوشی اور اعراض کر لوں۔ اس لئے کہ اجنبی اور مسافر کو یہ زیب دینا ہے کہ جھگڑوں اور مباحثوں سے دور رہے۔ تو تیسری مرتبہ اس نے پھر تیز آواز سے کہا، اے سکھ! ایک قدم آگے گیا تو ضمیر نے فتویٰ دیا کہ جب دینی شعائر کی توہین ہو تو خاموش نہیں رہنا چاہئے بلکہ اس وقت خاموش رہنا کسی گونگے شیطان کی علامت ہے۔

مقدس نوجوان کے ساتھ بات چیت :

تو میں نے کہا : اے مسلمان بھائی ! اللہ کے فضل و کرم سے میں مسلمان ہوں اور سکھ نہیں ہوں۔ تم نے مجھے کیسے ان کلمات سے آواز دی اور تو کئی مرتبہ ہنسا، تمہاری حالت نے مجھے تعجب میں ڈالا کہ مسجد اقصیٰ کے پڑوس میں مبارک زمین اور مقدس شہر میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر استہزاء کیا جاتا ہے اور اسلامی فیشن اور دینی وقار پر ہنسا جاتا ہے اور تمہیں معلوم نہیں کہ داڑھی ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور یہ مسلمانوں کی نشانی اور علامت ہے۔ تو مجھے وہ کہنے لگا کہ تمہاری اس بات پر تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟

میں نے کہا کہ دلائل تو بہت زیادہ ہیں، اور چند صحیح اور صریح احادیث بیان کر دیئے جو داڑھی کے وجوب پر دلالت کرتی تھیں۔ جب دیگر دو کاندھاروں نے یہ بات سنی تو میرے ارد گرد نوجوان اور بوڑھے جمع ہو گئے تو ایک جاننے والے شخص نے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ حضرت ! اسے معاف کیجئے، یہ اپنے گمان میں خطا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا اس شہر میں سکھ ہیں؟ یا اس نے کبھی سکھ دیکھا ہے؟ تو اس ہنسنے والے (استہزاء

کرنے والے) نوجوان نے کہا کہ مجھے اپنے والد صاحب نے بتایا تھا کہ جب برطانیہ کی فوج ”القدس“ شہر میں عالمی جنگ کے لئے داخل ہوئی اور فوجی کیمپوں میں بسنے لگی تو اس میں سکھوں کا بیالین بھی تھا اور وہ سب داڑھی والے تھے۔

میں نے کہا ہائے غسوس اس نئی نسل کے ضائع ہونے پر اور مسلمان بچوں کی ناہنجی پر، تمہارے باپ نے تو تجھے ”القدس“ میں سکھوں کی آمد کا قصہ یاد کروایا ہے مگر اسلام اور دین کے احکامات نہیں سکھائے کہ تمہارے شجاع و بہادر دادا اور عزتمند سب داڑھی والے تھے۔ قرآن وحدیث پر عمل کرتے تھے اور ان کی داڑھی سکھوں کی طرح نہ تھی، اس لئے کہ سکھ اپنی داڑھیوں کو دھاگوں سے باندھتے ہیں اور اپنی مونچھیں نہیں کاٹتے اور تمام جسم سے بال نہیں کاٹتے، تو وہ نوجوان اور تمام سننے والے حضرات مطمئن ہو گئے، جب میں نے داڑھی کی شان میں احادیث پڑھیں۔

مقدس کا معافی مانگنا :

اس نوجوان نے کہا کہ مجھے بہت غسوس ہے میں سمجھا نہیں اور تمہیں اس نام سے پکارا۔ میں نے قصداً ایسا نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا کہ میں اپنی عزت کی حفاظت پر غیرت کی خاطر نہیں آیا ہوں بلکہ داڑھی پر تمہاری اس پکار نے غمزہ کیا کہ یہ مسلمانوں کا شعار ہے اور اسلامی شعائر میں سے ہے اور مسلمانوں کو اس کے رکھنے اور حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، کاٹنے اور بے عزتی کرنے کا نہیں۔ اور یہ نوجوان بار بار اقرار کرتا کہ یہ جرم پھر نہیں کروں گا اور اپنی دکان سے باہر آ کر مجھے گلے لگایا اور میرا ہاتھ چوما اور بار بار کہتا کہ مجھے معاف کرو۔ تو اس کا چہرہ پیری آنکھوں میں برا لگنے کے بعد بہت اچھا لگا اور میں چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ لمبی بات چیت کر لوں مگر اس درمیان مسجد اقصیٰ کے مناروں سے عصر کی اذان حائل ہو گئی۔ تو میں مسجد کی طرف روانہ ہوا اور راستے میں مسلمانوں کی تعلیمی سطح کے گرنے اور دینی احکامات سے دور رہنے پر غور و فکر کرتا رہا۔

نمازیوں کی تعداد :

جب میں نماز سے فارغ ہوا تو نمازیوں کو گنتے لگا وہ تمام ترپن (۵۳) آدمی تھے اور اکثر وہ تھے جو بری راستے سے حج کے ارادہ سے مختلف ممالک سے آئے تھے، تو میرا درد غم اور بھی زیادہ ہو گیا کہ مسلمان ملت اپنے دین سے غفلت برتنے اور ارکان اسلام سے بے توجہی کرنے اور خصوصاً نماز جو دین کا ستون ہے اور جب بیت المقدس میں مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ دلوں کو دکھاتا ہے تو دیگر شہروں کا کیا کہنا؟ یہ اس لئے کہ مسجد اقصیٰ کو شرق و غرب سے لوگ آتے ہیں پھر بھی شہر والے مسجد کے گھن میں انگلیوں کے شمار پر اور وہ بھی بوڑھے۔

ہندوستانی علماء سے ملاقات :

دوسرے دن ”القدس“ کے شہر میں تین ہندوستانی علماء سے میری ملاقات ہوئی، جنہوں نے داڑھیوں کو چادروں میں چھپا لیا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ نقاب کیوں؟ تو انہوں نے کہا یہ لڑکے داڑھیوں کا استہزاء کرتے ہیں اور ہنستے ہیں تو اس لئے ہم نے داڑھیاں نقاب سے چھپائی ہیں، تو میں نے ان سے عرض کیا کہ ان سے ڈرو مت بلکہ ان سے بات کرو اور اسلام میں داڑھی کا مقام و اہمیت واضح کرو۔

ائمہ مساجد بھی داڑھی منڈاتے ہیں :

تو ایک آدمی بہت رویا اور کہا کہ ہم اپنے وطن میں یہ خیال کرتے تھے کہ عرب مسلمان عظمت اسلام کے خوبصورت نمونے اور امت اسلامیہ کے بہترین اکابر ہوں گے مگر جب ہم بحری جہاز سے بصرہ کی بندرگاہ پر اترے اور عرب مسلمان دیکھے کہ داڑھی منڈوائی ہے تو ہم حیران رہ گئے اور پھر جب ظہر کی نماز کے لئے مسجد گئے تو بے ریش (داڑھی منڈا) امام مصلیٰ پر کھڑا ہوا، اور پیچھے مسلمان بھی اسی طرح کے تھے۔ جب ہم نماز

سے فارغ ہوئے تو سب ہماری طرف دیکھتے اور ہماری داڑھیوں سے متحیر تھے۔ ہم نے بصرہ کوفہ بغداد شہر طحطاوی رماوی عمان اور القدس میں ایک امام بھی داڑھی والا نہیں دیکھا، تو میں نے کہا کہ میں بغداد میں تین داڑھی والے علماء کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ ایک فضیلۃ الشیخ عبدالقادر خطیب جامع الاعظمیہ (الاعظمیہ) بغداد کے ایک محلے کا نام ہے اس میں امام اعظم ابوحنیفہ کی قبر بھی ہے) اور دوسرا ”باب الشیخ“ کے مدرسہ قادریہ میں صدر مدرس فضیلۃ الشیخ عبدالکریم الکردی اور اسی طرح ”الإسلام بین العلماء والحکام“ کے مؤلف مجاہد کبیر سمانہ الشیخ عبدالعزیز البدری۔ لیکن مجھے اس عالم نے بتایا کہ میرا دل غم کی وجہ سے خون کے آنسو روتا ہے جب میں نے عرب بھائیوں کی یہ حالت دیکھی کہ یہ کس طرح یہود و نصاریٰ کی تقلید میں پھنسے ہوئے ہیں.....

کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ

بلبل فقط آواز ہے طاؤس فقط رنگ

(علامہ اقبال)

عرب نوجوان داڑھی پر استہزاء کرتے ہیں :

ایک مسلمان انجینیئر مسافر مسلمان اور عیسائی کے مابین فرق نہیں کر سکتا اور مسلمان نوجوان ہم پر ہنستے اور ہمارے کپڑوں اور داڑھیوں سے متحیر تھے اور جب ہم پاسپورٹ دفتر آتے، تو ہم عجیب مسلمان غیروں کی صف میں کھڑے ہوتے اور عرب عیسائی مسلمان عربیوں کے ساتھ کھڑے ہوتے اس لئے کہ بندرگاہ اور ہوائی اڈوں کے دفاتر میں دو کھڑکیاں ہوتی ہیں۔ ایک کھڑکی کے بورڈ پر للعرب لکھا ہوتا ہے اور دوسری کھڑکی کے بورڈ پر لللعجانب للعرب والی کھڑکی کے سامنے عیسائی جو عربی بولنے والے ہوتے ہیں اور مسلمان عرب

کھڑے ہوتے ہیں۔ اور لالہ جانب کھڑکی کے سامنے وہ مسلمان جو پاکستان، افغانستان وغیرہ ملکوں کے ہوتے ہیں کھڑے ہوتے ہیں۔ شراب کی دکھانیں کھلی ہوتیں، سینما ہال مسلمان نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں سے بھرے رہتے اور اس طرح سٹیڈیم، پارک اور ہوٹل بھی لڑکوں اور لڑکیوں سے بھرے ہوتے، اور مسجد میں نمازیوں سے خالی تھیں اور دینی مدارس نہیں تھے، تو آخر کب یہ عالم اسلام اس اندھیری رات کے خوابوں سے جاگ اٹھے گا۔ حالانکہ اسلام کے دشمن ان پر ایسے جمع ہیں جیسا کہ کھانے والے دسترخوان پر جمع ہوتے ہیں۔

میں ان علماء کے ساتھ القدس شہر میں الزوایۃ الہندیہ (ہندی مسافر خانہ میں پندرہ دن رہا اور عثمان شہر میں دس دن اور ہر روز نوجوانوں سے دائی کے بارے میں عجیب عجیب باتیں سنتا۔ تو اس سفر میں میں نے ارادہ کر لیا کہ ایک کتاب ”مکائنۃ اللہ فی الإسلام“ کے عنوان سے (اسلام میں دائی کی مقام اور اہمیت) لکھوں گا اور یہ رسالہ تین فصلوں پر مشتمل ہوگا۔

پہلی فصل :

پہلی فصل میں وہ دلائل ہیں جو دائی کے طول اور موچنوں کے کم کرنے کے وجہ پر دلالت کرتے ہیں۔

دوسری فصل :

اس میں وہ عقلی دلائل ہیں جو دائی کی اہمیت پر دلالت کرتی ہیں۔

تیسری فصل (خاتمہ) :

بعض لوگوں کے شبہات پر رد کے بارے میں۔

پہلی فصل :

دلائل شرعیہ

مشرکین کی مخالفت کرو :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَ قَرُوا اللَّحَى وَ احْفُوا الشَّوَارِبَ .

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو، دائی پوری رکھو اور مونچھیں کم کرو۔

اللحیہ : زخار اور ٹھوڑی کے بالوں کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع لُحی لُحی آتی ہے۔ اللحی انسان کی دائی کی پیدائش کی جگہ کو کہتے ہیں جمع لحيان آتی ہے۔

یہ روایت امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ (کتاب اللباس، باب تطہیم الاظفار میں حدیث نمبر ۵۸۹۳ ج ۱۰، ۳۳۹/۱۰ مؤسسہ مناعہ القرآن بیروت)

”التوفیر“ کا معنی پورا کرنا جیسے لوگ کہتے ہیں ”وَقَرَّ عَلَيْهِ حَقُّهُ تَوْفِيرًا“ یعنی اپنے حق کو بالکل پورا کر دیا اور ”الموفود“ پوری اور مکمل چیز کو کہتے ہیں۔

اور الاحفاء، کاٹنے میں پوری کوشش کرنا جیسا کہ عربی میں بولا جاتا ہے کہ

احمدی شاربہ ! یعنی مونچھوں کے کاٹنے میں پوری کوشش کی۔ (الصالح للجوهري: ۲۶۷)

دوسری روایت میں ہے کہ ”جزوا الشوارب وارخوا اللحي خالفوا المجوس“ مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو۔ ”الجز“ بمعنی قطع کے آتا ہے جیسا کہ عرب کہتے ہیں ”جززت البر والنخل والصوف“ یعنی میں نے گندم کھجور اور بھیر کے بال کاٹے، یا کہتے ہیں کہ :

”هذا زمن الجز“ یہ فصل کاٹنے اور کھجور کاٹنے کا زمانہ ہے۔ (الصالح للجوهري: ج ۳ ص ۸۶۸۔ احمد عبد الظور عطار دار لعلم للملین الطبعة الثالثة ۱۴۰۳ھ)

”الإرخاء“ لگانے کو کہتے ہیں۔

ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ :

”أمرنا بإعفاء اللحية“..... ہمیں نبی علیہ السلام نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے۔ الإعفاء: کثرت کو کہتے ہیں، اور ”عفا الشعر“ سے لیا گیا ہے یہ عرب تب کہتے ہیں کہ جب کوئی چیز زیادہ ہو جائے، تو صحیح احادیث صراحۃ دلالت کرتی ہیں کہ مشرکین اور مجوس داڑھیاں کاٹتے اور مونچھیں لمبی چھوڑتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ مشرکین اور مجوس کی مخالفت کرو اور یہ بالکل واضح بات ہے، اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور یہ احادیث داڑھی کے مسئلے کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر دلالت کرتی ہیں کہ نہ اس کو کاٹو اور نہ کم کرو، جیسا کہ مشرکین اور مجوس کرتے ہیں کہ ان کی مشابہت سے بچ جاؤ، بلکہ داڑھیوں کو بڑی اور لمبی چھوڑ دو تا کہ انبیاء اور مرسلین کی مشابہت سے مشرف ہو جاؤ، اور جب ہم نے احادیث مبارکہ کی کتابیں دیکھیں تو ایسے الفاظ پائے جو داڑھی کے رکھنے اور لمبی کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔

<http://islamicbooksinpdf.blogspot.com/>

داڑھی کا وجوب بصیغہ امر :

اور وہ تمام کلمات جو ”اعفوا، اوفوا، وفروا، أرخوا“ کے صیغوں سے منقول ہیں۔ تمام قولی روایات ہیں اور امر کے صیغے ہیں۔ امر کا حقیقی معنی وجوب ہے اور امر کا اباحت اور استحباب کے لئے ہونا یہ تو اس کا معنی مجازی ہے۔ اس لئے کہ حقیقت کی علامت (النسادر والعراء عن القرينة: حقیقت کی پہچان یہ ہے جو معنی لفظ کے سننے بغیر قرینہ کے ذہن میں آجائے) ہے اور معنی مجازی کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس مسئلہ میں (جس سے بحث کی جاتی ہے) ایسا کوئی قرینہ نہیں پایا جاتا جو کہ امر کو معنی حقیقی سے پھیرنے والا ہو اور قرینہ کی عدم موجودگی ہے۔ یعنی معنی حقیقی کی علامت یہ ہے کہ وہ فوراً لفظ کے کہنے سے ذہن میں آجاتا ہے اور حقیقی معنی کو قرینہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور مجازی معنی وہ ہے جس کی طرف ذہن فوراً متوجہ نہیں ہوتا۔ نیز مجازی معنی کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو شرعی وجوب نفس صیغہ امر سے معلوم ہوا جو ایسے الفاظ کے ساتھ آیا ہے جن کا معنی ایک دوسرے کے قریب ہے، کسی تاویل کرنے والے کے لئے کوئی گنجائش نہیں کہ صیغہ امر کو مستحب پر حمل کرے۔ اس لئے کہ اس کا وجوب صیغہ امر سے ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ :

أنه أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحية۔

(رواه مسلم في كتاب الطهارة في باب القطر حديث نمبر ۵۳)

کہ انہوں نے حکم دیا کہ مونچھوں کو کم کرو اور داڑھیوں کو لمبی کرو۔

أمر لفظ سے وجوب کا معنی ثابت ہوا اور امر کے صیغہ نے مستحب ہونے کے احتمالات کو بھی ختم کر دیا۔ یہ صریح نصوص داڑھی کے لمبی کرنے اور مونچھوں کو کم کرنے اور تراشنے پر دلالت کرتے ہیں۔ پھر بھی متاولین کے دلوں میں شک و تردد پیدا ہوتا ہے کہ ان

<http://islamicbooksinpdf.blogspot.com/>

روایتوں سے صرف مثبت پہلو سامنے آیا اور جانب سلبی (کانٹنے کی حرمت) وہ ثابت نہیں اور جب تک جانب سلبی کا تحقق نہیں ہوتا تو جانب ثبوتی بھی مضبوط نہیں ہوتا تو ہم ان اعتراض کرنے والوں سے کہتے ہیں کہ اصول کا ایک قاعدہ یہ شہد اور شک دلوں سے ختم کرتا ہے، وہ یہ کہ ایک چیز پر حکم کرنا مستلزم ہے اس کی ضد سے منع کرنے کو، کیونکہ اگر اس کی ضد پر عمل کرنا باقی رہے تو یہ خالی نہیں ہوگا یا تو مامور بہ واجب العمل ہوگا یا نہیں؟ پہلی صورت تو خلاف واقعہ ہے اور دوسری صورت میں اجتماع ضدین ہے۔ اس لئے کہ ایک ہی چیز واجب العمل بھی ہو اور غیر واجب العمل بھی تو یہ نہیں مگر اجتماع ضدین ہے اور یہ بالاتفاق محال ہے تو مستلزم بھی محال ہے۔ تو یہ ثابت ہوا کہ ایک چیز پر حکم لگانا یہ اس ضد میں کی نفی کو بھی مستلزم ہے تو داڑھی لمبی کرنے کے وجوب نص حدیث کی وجہ سے ثابت ہوا، اور اس طرح اس کی ضد داڑھی کانٹنے کی حرمت بھی ثابت ہوئی۔

ہاں! کہ داڑھی لمبی کرنے کا وجوب، دلالت مطابقی کے ساتھ ثابت ہوا اور کانٹنے کا حرام ہونا ثابت ہوا دلالت التزائی کے ساتھ، اگر یہ معترض اصولوں کے اس قاعدے پر قانع نہ ہو اور ایسی دلیل و حجت کا طلبگار ہو جو صراحتاً موٹلے کی حرمت پر دلالت کرتی ہو، تو یہ قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا:

”خالفوا المشركين جزوا الشوارب وارخوا اللحى“۔

مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں چھوٹی کرو اور داڑھی لمبی کرو۔

اور آنحضرت ﷺ کا قول: ”خالفوا المعجوس“، مجوس کی مخالفت کرو۔

یہ دلالت کرتا ہے موٹلے کے حرام ہونے پر..... تو ”خالفوا المشركين“ اور ”خالفوا المعجوس“ کا معنی یہ ہے کہ داڑھی مت کاٹو۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صریح احکام میں ان کی مشابہت سے منع فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ انبیاء و مرسلین کی مشابہت اختیار کرو۔ تو یہ احادیث مبارکہ دونوں اطراف کو شامل ہیں یعنی جانب ثبوتی

(داڑھی رکھنا اور لمبی کرنا) اور جانب سلبی (کانٹنے کی حرمت)۔

اس طرح داڑھی کانٹنے والوں کا واقعہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں یمن سے آئے تھے۔

روایت ہے کہ مجوس کا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے داڑھی کاٹی ہوئی تھی اور مونچھیں لمبی کی ہوئی تھیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ میرا دین ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے دین میں ہے کہ مونچھیں چھوٹی کرو اور داڑھی لمبی کرو۔ (المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الادب باب یومر بہ الرجل من اعفاء اللحية والاخذ من الشارب: ۱۱۰۱۶: حدیث: ۱۱)

اور اس سے اور بھی صراحت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کو فرمایا تھا جو ”بازان“ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجے تھے، انہوں نے داڑھیاں کاٹی تھیں اور مونچھیں لمبی رکھی تھیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو دیکھنا گوارا نہ فرمایا اور فرمایا کہ تمہارے لئے ہلاکت ہو تمہیں کس نے اس طرح کرنے کا بتایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے رب (بادشاہ) نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے تو مجھے حکم دیا ہے کہ داڑھی لمبی کرو اور مونچھیں چھوٹی کرو۔ (۱)

(۱) یہ واقعہ ابن اثیرؒ نے ”صاب مکاتیب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم إلى الملوك“ میں نقل کیا ہے اور کسریٰ بادشاہ کے پاس عبداللہ بن حذافہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لائے تو بادشاہ نے خط پھاڑ دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی بادشاہت ختم ہو۔ خط مبارک اس طرح تھا:

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله إلى كسرى عظيم فارس،

سلام علی من اتبع الهدی وامن باللہ ورسولہ وشہد ان لا اله الا الله وان محمداً عبده ورسوله، و ابی ادعوك بدعاء الله، و ابی رسول الله إلى الناس كافة لا تلتر من كان حیاً وبعق النول علی الکافرین، فاسلم تسلم و إن تولیت فإن اثم المعجوس علیک۔

تو کیا ایک منصف مسلمان کے لئے ان صحیح احادیث اور مجوسیوں کے اس واقعہ میں نظر کرنے کے بعد کیا تردید اور شک باقی رہتا ہے، داڑھی کے لمبی کرنے اور مونچھوں کے چھوٹا کرنے میں اور کیسے رہے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دیکھنے کو بھی برامانا؟ اور (گذشتہ سے بیوستہ) ترجمہ: ”محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے قارس کے بادشاہ کسریٰ کو۔ سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کا تابع ہو، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہو اور گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا بندہ اور رسول ہے اور میں تجھے دعوت دیتا ہوں اللہ کی دعوت سے اور میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں، تاکہ ذراؤں اللہ کے عذاب سے وہ جو زندہ ہیں اور جنت تام ہو کفار پر، تابع ہو جاؤ تو امن میں رہو گے، اگر منہ پھیر لیا تو مجوسیوں کا گناہ تمہارے مذہب ہوگا۔“

جب بادشاہ نے خط پڑھا اور پھر بھاڑا اور کہا ”میرا غلام اور مجھے اس طرح لکھے؟ پھر باذان کو خط لکھا وہ اس وقت یمن میں تھا کہ اس تجاوی آدی کے پاس دو مضبوط آدی تھے جو تاکہ اسے میرے پاس لے آئیں تو باذان نے دو آدی بھیجے، ایک ”بابویہ“ کہ یہ کاتب اور حساب کرنے والا تھا۔ دوسرا ”فرخسرة“ قاری آدی تھا اور آپ ﷺ کو یہ لکھا کہ ان دونوں کے ساتھ کسریٰ کے ہاں حاضر ہو جاؤ اور بابویہ کو کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیار لاؤ گے۔ قریش نے جب یہ سنا تو بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ خوشی مناؤ، شہنشاہ کسریٰ سامنے آیا ہے، تم سب کی طرف سے کافی ہوجائے گا۔ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ داڑھی کافی ہوئی تھی اور مونچھیں لمبی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا بھی پسند نہ کیا اور فرمایا ”ویلکما لمن امر کما ہذا“ تمہارے لئے ہلاکت ہو سکتی ہے تمہیں یہ حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے رب نے (بادشاہ نے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے داڑھی لمبی کرنے اور مونچھیں تراشنے کا حکم دیا ہے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مطلب سمجھایا اور کہا کہ اگر تو ہمارے ساتھ چلتا ہے تو باذان تمہارے بارے میں کسریٰ کو لکھے گا اگر نہیں مانتے ہو تو وہ تمہیں اور تمہارے قوم کو ہلاک کر دیگا۔

تو بغیر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ تم چلے جاؤ اور کل آنا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان سے خبر آئی کہ کسریٰ پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے ”شیرویہ“ کو مسلط کیا ہے اور اس نے اس کو فلاں مینے کی فلاں رات کو قتل کر دیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو بلایا اور کسریٰ کے قتل کی خبر سنائی اور فرمایا کہ اسے کو میرا دین اور سلطنت کسریٰ کی بادشاہت تک پہنچے گی اور یہ اونٹ اور گھوڑے آخری علاقے تک پہنچیں گے اور فرمایا کہ باذان سے کہو کہ مسلمان ہو جاؤ اگر مسلمان ہوئے تو اپنے عہدے پر قائم رہو گے اور اپنی قوم کے سردار رہ جاؤ گے، پھر ”فرخسرة“ کو سونے چاندی کی ایک اینٹ دے دی جو کسی بادشاہ نے ہدیہ میں دی تھی۔ دونوں نکل گئے۔ باذان کے پاس گئے اور واقعہ بیان کیا تو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم ہے یہ تو کسی بادشاہ کی باتیں نہیں، میرا خیال ہے کہ یہ نیا ہے۔

ہدعا کیا ”ویلکما“ کے ساتھ۔ باوجود اس کے کہ وہ کافر تھے۔ اس لئے کہ یہ طریقہ فطرتِ سلیہ کے خلاف تھا، تو ان قوموں کا کیا حال ہوگا؟ جو داڑھی کاٹنے پر مصر رہتے ہیں اور یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان لوگوں کو قیامت کے روز دیکھیں گے جو مجوسیوں کی طرح داڑھی کاٹنے والے اٹھائے جائیں گے۔ ان سے ناراض نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس بڑے تاوان اور عظیم رسوائی سے بچائے اگر ایک عقلمند آدمی ان تصریحات اور نصوص پر سوچے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعینہ امر منقول ہیں۔ (۱) ”لفظ امر کے ساتھ (۲) ”خالفوا لمجوس“ کے کلمہ کے ساتھ (۳) ”خالفوا المشركين“ کے کلمہ کے ساتھ (۴)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ ”لكن في ديننا ان نحفي الشارب و ان نعفي اللحى“۔ (۵) اور یہ قول کہ: ”لكن امرني ربي ان اعفي لحيتي و اقص شاربي“ تو یقین آ جائے گا کہ داڑھی رکھنا دین کے فرائض اور اسلام کے شعائر میں سے ہے۔ یہ نہیں کہ مستحب اور جائز کام ہے اور نہ ان کاموں میں سے ہے جو اس زمانہ یعنی خیر القرون کی عادات پر محمول تھا۔

(گذشتہ سے بیوستہ) دیکھتے ہیں کہ اگر اس کی یہ بات سچ ہو تو یہ بیجا ہوا ہی ہے، اگر نہیں تو پھر اپنی رائے کو دیکھیں گے۔ جس تھوڑا وقت بھی ابھی نہیں گزرا تھا کہ ”شیرویہ“ کی طرف سے کسریٰ کے قتل کا عطا آیا کہ میں نے اس کو اس لئے قتل کیا ہے کہ اس نے فارس والوں جیسے شریف لوگوں کے قتل کو اپنا مقصد زندگی بنایا تھا اور اسے کہتا ہے کہ یمن والوں سے میرے لئے بیعت لو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے سے باز آ جاؤ۔ تو جب شیرویہ کا خط آیا تو اس نے اسلام قبول کیا اور اس کے ساتھ قازیبوں نے بھی اسلام قبول کیا تو حیر کو فرخسرة مجروحہ والے سے سنی کیا جاتا تھا اور مجروحہ حیر کی لقت میں اسلحہ کہتے ہیں۔ (الکامل فی التاریخ لابن الاثیر الجزوی: ۹/۴ دار الکتب العلمیہ بیروت طبعہ اولی ۱۴۰۷ھ)

(۱) صحیح مسلم ۲۲۲/۱ حدیث: ۲۵۹۰۵۲ اور آنحضرت ﷺ کا قول ہے کہ مونچھیں چھوٹی کرو اور داڑھی بڑھاؤ۔ (کتاب الطہارۃ حصال القطوۃ) (۲) مندرجہ بالا حوالہ ۲۵۹/۵۲ کہ آنحضرت ﷺ نے مونچھیں چھوٹی کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے۔ (۳) حوالہ بالا حدیث نمبر ۲۶۰۰۵۵۔ (۴) حوالہ بالا حدیث نمبر ۵۴۔ (۵) المصنف لابن ابی شیبہ مکتبہ المدینہ۔

داڑھی رکھنا فطرت کا حصہ ہے :

امام مسلمؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ :
”قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : خالفوا المشرکین
أحفوا الشوارب وأوفوا اللحي“۔

ترجمہ : فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں چھوٹی کرو، اور داڑھیاں لمبی کرو۔

اور ابن جزہ الحسینی نے اس سابقہ حدیث سبب ورود اس طرح بیان کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بخوس کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ : ”إنهم يوفرون سبالهم ويحلقون لحاهم فخالقوهم“ (۸) وہ بخوس مونچھیں لمبی کرتے ہیں اور داڑھیاں کاٹتے ہیں تو ان کی مخالفت کرو۔

داڑھی رکھنا دینی فرائض اور اسلامی شعائر میں سے ہے :

ابن النجار نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عجمیوں کا ایک گروہ اور وفد آیا، جنہوں نے داڑھیاں کاٹی تھیں اور مونچھیں لمبی رکھی تھیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”أحفوا الشوارب وأعفوا للحي“۔ (۹) مونچھیں چھوٹی کرو اور داڑھیاں رکھو۔

دس چیزیں فطرت سے ہیں :

امام مسلمؒ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(۶) اکالہ ابن ابی شیبہ ۲/۹۷ دار الکتب العلمیہ بیروت طبع اول ۱۳۷۷ھ (۷) صحیح مسلم : حدیث نمبر ۲۵۹۰، ۲۵۹۱

(۸) کتاب البیہان، الترمذی فی اسباب ردود الحدیث : ۱/۱۳۵ باب خصال الفطرة۔ (۹) کتاب البیان والاحیان : ۱/۱۳۵

”عشر من الفطرة قص الشوارب وإعفاء اللحية والسواك واستشاق الماء وقص الأظفار ونف الإبط وحلق العانة وغسل البراجم وانتفاض الماء“۔

ترجمہ : دس چیزیں فطرت سے ہیں :

(۱) مونچھیں چھوٹی کرنا (۲) داڑھی لمبی رکھنا (۳) سواک کرنا

(۴) ناک میں پانی ڈالنا (۵) ناخن کاٹنا (۶) بغل کے بال نکالنا

(۷) زیر ناف بال کاٹنا (۸) انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا

(۹) اندام مخصوص اور شلووار پر پانی چھڑکنا۔ (۱)

یہ دس چیزیں فطرت سے شمار کی گئی ہیں اس لئے کہ طبعیت صحیحہ و سلیمہ یہ چیزیں اس وجہ سے پسند کرتی ہے کہ اس میں نظافت و پاکیزگی اور خوبصورتی پر محافظت ہے اور صاحب مجمع البحار نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا ہے کہ ”عشر من الفطرة“ کا مطلب من السنہ ہے اور سنت بھی تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی۔ اور تمام شریعتیں اس پر متفق ہیں تو گویا یہ ایک فطرتی چیز ہے کہ تمام لوگ اس پر پیدا ہوئے ہیں۔

داڑھی رکھنا تمام انبیاء کرام کی سنت ہے :

امام نوویؒ صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں : علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ تو یہ حدیث اس پر واضح دلیل ہے کہ داڑھی رکھنا اور مونچھیں کاٹنا تمام آسمانی شریعتوں میں پرانی بات ہے اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت بھی ہے۔ اولئک الذین ہدی اللہ فیہدھم اقتدہ۔ (۱۰ انعام : ۹۰)

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں یعنی یہ خصالتیں ان تمام انبیاء علیہم السلام کی (۱) رواہ مسلم ۲۲۲/۱ حدیث نمبر ۵۶ کتاب طہارۃ باب خصال الفطرة، زکریا صاحب فرماتے ہیں کہ مصعب نے فرمایا کہ دسوں بھول گیا ہوں مگر غالب یہ ہے کہ حدیث میں پانی ڈالنا یعنی شستہ کرنا ہے۔

ہیں جن کے اتباع کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، تو گویا کہ ہم اس پر پیدا ہوئے ہیں۔ اسی طرح اکثر علماء سے نقل کیا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب و مقصد ہے۔

وإذا ابتلى إبراهيم ربه بكلمات (البقرہ: ۱۲۴)

اور بعض علماء کا قول ہے کہ یہ وہ سنت ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہم السلام عمل پیرا تھے اور لوگ بھی اس پر پیدا ہوئے ہیں اور ان کی عقلوں میں یہ بات مزین ہوئی ہے اور یہ بات واضح ہے اور دین کے توابع میں سے ہے اور فطرت بھی تو دین کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فطرت اللہ النبی فطر الناس علیہا۔ (روم: ۳۰) یعنی اللہ تعالیٰ کا وہ دین جو پہلے بشر کے لئے پسند کیا تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام کی سنت مراد ہے جن کے اتباع اور اقتداء پر ہمارے پیغمبر ﷺ مامور ہیں۔ جیسا کہ: ”فبہدھم اقتدہ“ (الانعام: ۹۰) میں اور ان اتباع ملۃ ابراہیم حنیفاً۔ (آئل: ۱۲۳) میں۔

داڑھی کے مسئلے میں دلیل کی حاجت نہیں :

اور جس نے بھی فطرت کے معنی میں سوچا تو وہ سمجھ جائے گا کہ داڑھی کو بڑھانا تو بدیہات (واضح کاموں) میں سے ہے، دلیل کا محتاج نہیں۔ اس لئے کہ طبعی اور پیداؤں کی چیزیں تو بغیر تعلیم و تلقین کے معلوم ہوتے ہیں، جیسے بھوک اور پیاس بغیر کسی دلیل اور حجت کے موجود ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ ہر طبعی پر دلیل تو خواہش ہے اور جسے بھوک یا پیاس لگی ہو تو اس سے کوئی کیسے اور کیوں کے ساتھ نہیں پوچھ سکتا اور جسے دن رات میں بھوک لگتی ہو اور نہ پیاس، تو اس سے ان کا سبب پوچھ سکتا ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ عارضی ”غیر طبعی“ کام کیسے پیش آیا ہے اور اس کے دور کرنے کا علاج کیا جائے۔

تو داڑھی رکھنا ایسے طبعی امور میں سے ہے جو بغیر دلیل پیش کرنے کے ثابت ہوتا

ہے۔ اور اس کا منڈانا خلاف فطرت اور خلاف طبیعت کام ہے تو اس (داڑھی منڈانے) کے لئے دلیل چاہئے۔ لہذا فطرت دلائل سے مستغنی ہے، بلکہ فطرت ہزار دلائل سے اوپر دلیل ہے۔ تو داڑھی رکھنے والے سے دلیل نہیں پوچھی جائے گی اس لئے کہ یہ فطرت و طبیعت کا مقتضی ہے بلکہ کائنات کے والے سے پوچھا جائے گا اس لئے کہ وہ خلاف کرتا ہے فطرت کے۔ تو صد افسوس و تعجب ہے ان کفار کی تقلید سے متاثر لوگوں پر کہ جن کی سوچیں غلط ملط ہوئی ہیں اور ان کے اصول اُلٹ گئے ہیں۔ اس (عجاب و غرائب) کے زمانے میں کہ داڑھی منڈے ہوئے داڑھی والوں سے دلائل کا مطالبہ کرتے ہیں باوجود اس کے کہ یہ داڑھی والوں کا حق ہے کہ وہ دلائل کا مطالبہ کریں ان داڑھی مونڈنے والوں سے جو کہ فطرت سے لڑتے ہیں اور اس لئے کہ ہمیشہ صحیح آدمی سے نہیں بلکہ بیمار سے سبب مرض کا سوال کیا جاتا ہے کہ بیشک مرض عدی امور سے ہے اور علت اور محرک کے بغیر عدم وجود کے ساتھ متصف نہیں ہوتا۔ تو ڈاکٹر مریض سے پوچھتا ہے کہ مرض کی وجوہات کیا ہیں؟ تاکہ وہ مناسب دوا کے ساتھ ان وجوہات کے زائل کرنے کا علاج کرے۔ اور اسی طرح جب درخت پر پھل اُگتا ہے تو عقلمند شخص اس کا سبب نہیں پوچھتا۔ اس لئے کہ یہ درخت کی صحت اس کا تقاضا کرتا ہے، اور یہ درخت کی ذات میں پیداؤں کی طبیعت ہے۔ ہاں البتہ جب درخت پھل نہیں اُگاتا تو مالی مرض کی وجہ معلوم کرتا ہے اور ماہرین سے اس آفت کے دور کرنے کے بارے میں پوچھتا ہے اور بھی بہت زیادہ واضح دلائل ہیں مگر جو ذکر کئے گئے یہ کافی ہیں۔

داڑھی رکھنے کے متعلق احادیث درجہ شہرت تک پہنچ گئی ہیں :

داڑھی رکھنے اور مونچھیں کاٹنے کے بارے میں جو روایات ہیں۔ وہ شہرت کے

درجہ تک پہنچ گئی ہیں۔ (۱)

میں نے جب ذخیرہ احادیث میں اس کے شواہد اور متابعات تلاش کئے تو مجھے یقین ہو گیا کہ ان روایتوں کا مجموعہ تو اترا معنوی کے درجہ تک پہنچ گیا ہے، اور تمام روایات داڑھی کے بڑھانے کا حکم اور موٹے کی حرمت پر صراحت کرتی ہیں۔ تو روایات فطرت اور داڑھی کے خفال کرنے کی روایتیں (۲) اور.....

وہ روایتیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے داڑھی لمبی کرنے اور کیفیت کے

بارے میں وارد ہیں۔ (۳)

(۱) امام مسلمؒ نے ”باب عصال الفطرة“ میں نو (۹) روایات ذکر کی ہیں اور اس طرح امام بخاریؒ نے حدیث ”الإعفاء“ متعدد جگہوں میں ذکر فرمایا ہے اور اصحاب السنن والسانید والمعاجم والمصنفات نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔

(۲) اور اصحاب السنن نے ”تخليل اللحية“ والے روایات بیان کی ہیں اور اس طرح احادیث کی کتابوں کے تمام اصحاب نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے اور ابن ابی شیبہؒ نے ۱۹ روایتیں ”باب تخليل اللحية“ میں اور دس (۱۰) روایتیں ”باب من كان يخلل لحيته“ میں ذکر کئے ہیں۔ دیکھو ”المصنف لابن أبي شيبة“ ص: ۳۳، ۳۴۔

اور چھ (۶) روایتیں ”باب غسل اللحية في الوضوء“ ص: ۲۵/۱ میں ذکر کئے ہیں، اور پانچ روایتیں ”إذا نسي أن يمسح برأسه فوجد في لحيته بللا“ ص: ۳۳، ۳۴ میں۔ میں (۲۰) روایتیں ”باب تصفير اللحية“ میں ص: ۵۵، ۵۴، چودہ روایات ”باب ما يؤمر به الرجل من إعفاء اللحية والأخذ من الشارب“ ص: ۱۱۰، ۱۱۱ میں۔ اور گیارہ روایات ”باب ما قالوا في الأخذ من اللحية“ ص: ۱۰۸ میں۔

(۳) جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی داڑھی والے

تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک اس جگہ تک تھی اور ہاتھ منہ پر پھیر لیا، جیسا کہ شامی ترمذی، زاد المعاد اور دیگر کتب میں ہے۔

اور وہ روایات جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کے سفید بالوں یا ریشوں کے بارے میں ہیں اور کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی مبارک پر مہندی لگاتے؟ (۴) اور کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک میں سفید بال تھے (۵) اور عورتوں کی مشابہت پر مذمت کی روایات۔ (۶) اور مشگے کی مذمت کے بارے میں روایات۔ (۷)

کفار سے مشابہت حرام ہے :

اور وہ روایات جن میں کفار سے مشابہت کرنے کی مذمت آئی ہے (پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی قوم سے مشابہت کی ہے تو وہ ان کے گروہ سے ہوگا) یہ حدیث ابوداؤد نے ۴۴۱۳ کتاب اللباس ”باب ما جاء في لبس الشهرة“ حدیث نمبر ۴۰۳۱ میں روایت کی ہے۔ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے ہمارے علاوہ کسی اور سے مشابہت اختیار کی تو وہ ہمارے گروہ میں سے نہیں۔ (یہ ترمذی نے ۵ / ۹۶ پر کتاب الاستیذان ”باب ما جاء في كراهية إشارة البدن بالسلام“

(۴) جیسا کہ صراحہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

”یہو خضاب نہیں لگاتے ان کی مخالفت کرو“۔

اور چاروں اصحاب السنن نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : ”تم جس سے داڑھی خضاب کرتے ہو اس میں بہترین خوبصورت مہندی ہے۔“

(۵) اس کی تفصیل الطبیقات الکبریٰ میں ”مسألة الخضاب وعدمه“ میں ہے۔ وہاں ملاحظہ کیجئے ص: ۳۳۸، ۳۳۹۔

(۶) عورتوں سے اپنے آپ کو مشابہ کرنے والے مردوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ امام بخاریؒ نے کتاب اللباس میں یہ روایت نقل کی ہے۔

(۷) جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ”طبرانی“ نے روایت کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : ”جس نے بالوں کا مثلاً کیا اس کے لئے قیامت کے دن کوئی حصہ نہیں اور بالوں کا مثلاً خسار کی حد سے ہے۔“

حدیث نمبر ۳۶۹۵، سنن الترمذی ابراہیم عطرہ عوض عطفی الباب ۱۳۹۵ھ کے تحقیق پر)

تو یہ تمام روایات دائمی بڑھانے کے مسئلہ کے مؤید ہیں اور مشابہت جو بری مانی جاتی ہے عام ہے، خواہ صورت میں ہو یا سیرت میں۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ یہ (مشابہت) طبیعت، اخلاق، شعار، یا بال رکھنے میں عام ہے، دائمی موٹنے سے منع کی علت بھی یہی ہے کہ مجوس و مشرکین کی مشابہت سے (آدمی) بچ جائے۔ تو یہ بھی دائمی بڑھانے کی دلیل ہوگئی۔ اس لئے کہ کسی چیز سے منع یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس کی ضد واجب ہو۔ تو وہ احادیث جن سے دائمی بڑھانا ثابت ہوتا ہے تو یہ دلالت مطاقی کے ساتھ ہے اور اس کے موٹنے کی حرمت دلیل التزامی سے ثابت ہوتی ہے اور مشابہت کی مذمت میں جو روایات ہیں تو وہاں معاملہ بالعکس ہے۔ اور مشابہت کی مذمت والی روایات اس کے مفہوم مخالف پر دلالت کرتی ہیں کہ مشابہت صالحین (صحابہ کرامؓ، تابعینؓ اور محدثینؓ) کے ساتھ امر مطلوب ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

و تشبهوا ان لم تکنوا مثلهم

ان التشبه بالکرام فلاح

ترجمہ: (صحابہ، تابعین اور محدثین) کی مشابہت اختیار کرو، اگرچہ تم ان جیسے تو نہیں ہو مگر صلحاء کے ساتھ مشابہت بھی کامیابی ہے، تو کس طرح ایک مسلمان ان صریح نصوص کے ہوتے ہوئے دائمی منڈانے اور موٹنے میں لمبی کرنے کی جرأت کرے گا۔

معروف منکر بنا اور منکر معروف:

ہائے افسوس! نوجوان مسلمان بھائیوں پر جو یہود و نصاریٰ کی مشابہت میں

مسابقت کرتے ہیں اور دشمنوں کی تقلید میں اُلے پڑے ہوئے ہیں تو کوئی خیمہ گھر، بستی، شہر ایسا نہ ہا مگر یہ مجوسیوں کی جہاں اس کے اندر داخل ہوگئی ہے یہاں تک کہ مشرکین اور یہودوں کے مشابہ لوگ زیادہ ہو گئے اور مخلصین مؤمنین کی تعداد کم ہوئی ہے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے والے ہیں۔ بات یہاں تک پہنچی ہے کہ اچھا کام برا اور برا اچھا ہو گیا ہے اور دائمی والا اپنے خاندان میں عجیب سا لگتا ہے۔

اگر کوئی غیر متند جوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان روایات پر غور کرتا جو ان یہودوں کی لعنت کے بارے میں آئی ہیں، تو ایسا جرم بد نہ کرتا جو اسے بدنام کرے اور لعنتوں کی صف میں کھڑا کر دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:

”لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المختلین من الرجال و

المختجلات من النساء و قال: آخر جوهم من بیوتکم“۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودوں (یعنی عورتوں کی مشابہت کرنے والے) اور (مردوں کی مشابہت کرنے والی) عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ ان کو اپنے گھروں سے نکالو۔ (امام بخاریؒ اور اصحاب سنن اربعہ نے روایت کیا ہے)

ایک منصف مزاج مسلمان غیرت اور شجاعت و بہادری کی وجہ سے حیران ہوتا ہے جب ان یہودوں کی حالت کو دیکھے کہ وہ جمال و خوبصورتی کو اپنے جوان مردی اور آدمیت کی علامات کو ختم کرنے میں تلاش کرتے ہیں اور وہ تروتازگی اور عزت، نسوانیت اور یہودہ پن میں تلاش کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ فطرتی سنتوں اور آدمیت کی نشانات سے خالی ہونا اس زمانے میں نہایت ضروری ہے۔

لعنتی مرد اور لعنتی عورتیں :

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مشابہت دونوں اطراف سے وہ قبیح افعال ہیں جن کی وجہ سے ایک مسلمان گھرانہ کو تکلیف دی جاتی ہے اور اس کی وجہ سے اسلامی معاشرہ کو عذاب دیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ اسلامی معاشرہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ احسن الخالقین (ذات) نے حدود مقرر کر دیے ہیں اور دونوں صنفوں کے مابین ان کی مصلحت اور حفاظت کے لئے کچھ فرق بھی مقرر کر رکھا ہے۔

وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مذکر پیدا فرمایا ہے اور یہ اپنے آپ کو عورت بناتا ہے اور عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ان لوگوں میں سے شمار کیا ہے جن پر دنیا و آخرت میں لعنت ہوئی ہے اور اس طرح وہ عورت جس کو اللہ تعالیٰ نے عورت پیدا فرمایا ہے اور وہ اپنے آپ کو مرد بناتی ہے اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرتی ہے تو اس کو بھی ملعونین میں شمار کیا ہے۔

(الترغیب والترہیب للمندرج ج ۳ ص ۱۰۳ دار احیاء التراث العربی بیروت طبع ۱۳۸۸ھ)

حضرت شیخ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے مشابہت رجال مع النساء اور اس کا

عکس (بھی) کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ (کتاب الذکاۃ للذہبی کبیرہ نمبر ۳۳ ص ۱۳۹)

اس لئے کہ اس میں احسن الخالقین ذات کے پیدا کرنے، مخصوص طریقے سے تمیز کے فیصلوں اور ان طبعی امتیازات میں جنگ کرنا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے مذکر اور مؤنث میں دو بیعت فرمائے ہیں۔ ان امتیازات میں ایک بہت بڑا امتیاز دائرہ کا ہے۔ اگر ایک انصاف کرنے والا عقلمند آدمی ان طبعی نشانات میں فکر کرے تو اسے یقین آ جائے گا کہ دائرہ رکھنا اسلامی عمارت کے لئے سب میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسلامی طلبہ کو سیکولر لوگوں کی تقلید کرنا قابل افسوس ہے :

اور حق بات یہ ہے کہ دائرہ کا مقام واضح ہے اور یہ ایک واضح اور فطرتی فیصلہ ہے۔ اس کے بڑھانے پر عمل کرنا نہایت آسان ہے کسی چیز کی محتاج نہیں مگر مغربی تعلیم میں اینٹ اور پورپی وامر کی رنگ سے متاثر لوگ اسے بہت مشکل کام سمجھتے ہیں۔

بعض اسلامی علوم کے طلبہ اور دینی معابد و جامعات کے بعض اساتذہ بھی ان مغربی اور سیکولر (آزاد خیال) لوگوں کی تقلید کرتے ہیں، اس لئے کہ عوام مسلمان علماء اور اساتذہ کے اعمال کو نہایت اچھی نظر سے دیکھتے ہیں۔ تو اہل علم کا پھسلنا تمام لوگوں کے پھسلنے کا ذریعہ و سبب بنتا ہے اور بعض عاقل لوگ ان کے کاموں پر دلیل پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں مولوی (عالم) دائرہ منڈواتا ہے اگر دائرہ منڈانا حرام ہوتا تو یہ نہ منڈانا، تو اہل علم کا پھسلنا اور ٹیڑھا ہونا کشتی کے ٹوٹنے کی مانند ہے کہ اگر کشتی غرق ہو جائے تو سوار لوگ بھی غرق ہوں گے۔

تو شکایت ہے ان علماء و مشائخ سے جو اپنی خواہشات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور اپنی تمام کاوشیں ان شبہات کی ترویج میں خرچ کرتے ہیں جو اسلام کے مقابل میں مغربی تہذیب کے پرستاروں نے پیدا کئے ہیں۔ یہاں تک کہ مجھ پر بھی بعض ساتھیوں نے اعتراض کیا کہ : اس مسئلہ میں بحث کرنا کوئی بڑی بات نہیں اور دائرہ رکھنے کا مسئلہ اس زمانے کا تقاضا نہیں۔ تو میں نے کہا کہ : یہ مسئلہ اس زمانے کا خاص مطالبہ ہے۔ اس لئے کہ نو جوان دائرہ کی اہمیت اور مقام سے بے خبر ہیں۔ اس لئے دائرہ والوں پر ہشتے ہیں اور ان پر استہزاء کرتے ہیں (جس کی وجہ سے) سنت مطہرہ کی اہانت اور بڑی قبیح چیزوں کو اچھا سمجھنے کے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں جو کہ بڑے گناہوں اور خطرناک مصیبتوں میں

سے ایک گناہ اور مصیبت ہے۔

زمانہ فساد میں سنت پر عمل کرنا عظیم جہاد ہے :

کتاب و سنت کے طلباء اور علماء دین پر واجب ہے کہ دن رات ان سنتوں کی احیاء کے لئے کوشش کریں، جن سے مسلمانوں نے منہ پھیرا ہے اور بدعات و خرافات میں لگے ہیں اور یہود و نصاریٰ کے خصائص و عادات کی تقلید کرتے ہیں۔ تو ایک سنت کی احیاء کرنا اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی دعوت دینا علماء اور ویدار لوگوں کے فرائض میں سے ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ :

”من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهيد“۔ (رواہ البیہقی والطبرانی الا ان البیہقی رواہ من رواية الحسن بن قبيبة وفيها اجر مائة شهيد و الطبرانی من حديث أبي هريرة باسناد لا بأس به وفيه فله اجر شهيد)

ترجمہ : جس نے میری سنت کو امت کے فساد کے وقت میں مضبوطی سے تھامو اس کے لئے سو شہیدوں کا اجر ہے۔

تو ان دلائل شرعیہ نے متردین کے ذہنوں میں شکوک و شبہات کی الجھنیں ختم کر دیں اور جان گئے کہ داڑھی منڈوانا کئی وجہ سے گناہ ہے :

- (۱) اس لئے (گناہ ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت ہے۔
- (۲) اس لئے (گناہ ہے) کہ اس میں تجزأ پن ہے اور عورتوں کی مشابہت ہے۔
- (۳) اس لئے (داڑھی منڈوانا گناہ ہے) کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو متغیر کرنا ہے۔ جو کہ شیطان کی تدبیروں سے ایک تدبیر ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے :

”وَلَا مَرْتَبَ لَهُمْ فَلْيَغْيِرْنَ خَلْقَ اللَّهِ ۖ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا مُّبِينًا“ (النساء: ۵۹)

ترجمہ : ”اور ضرور ان کو بہکاؤں گا اور ان کو امیدیں دلاؤں گا اور ان کو سکھلاؤں گا کہ چیریں جانوروں کے کان اور ان کو سکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ کی اور جو کوئی بنائے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر، تو وہ پڑا صریح نقصان میں“۔ (ترمذی: شیخ الہند)

شیخ محمد امین الشنقبطی کا قول :

حضرت شیخ محمد امین الشنقبطی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بعض علماء اس آیت کا معنی اس طرح کرتے ہیں کہ یقیناً یہ شیطان انہیں حکم کرتا ہے کفر کرنے پر اور اسلامی فطرت کے بدلنے پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا ہے اور اس قول کی بہت وضاحت کرتا ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا قول دلیل ہے :

”فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۖ فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ“۔ (۱۸۰م: ۳۰)

ترجمہ : سو تو سیدھا رکھو اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہو کر وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو۔ (تفسیر عثمانی)

اس لئے کہ تحقیق کے مطابق معنی یہ ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے جس فطرت کے ساتھ پیدا فرمایا ہے اس کو کفر سے نہ بدلو۔ اور اس کی دلیل حضرت ابو ہریرہ کی وہ حدیث ہے جسے صحیحین نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

”كل مولود يولد على الفطرة ۖ فابواه يهودانه أو ينصرانه أو يمجسانه كما تولد البهيمة بهيمة جمعاء هل تجدون فيها من جدعاء“۔

(أعضاء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن ۳۶۶/۱ لمحمد الأمين الشنقبطي)

ہر بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے مگر ماں باپ اسے یہودی نصرانی یا مجوسی

بناتے ہیں جیسا کہ جانور پورا جانور سے پیدا ہوتا ہے کیا تم نے کبھی ادھورا (ناکمل) جانور دیکھا ہے۔

اور وہ حدیث جسے امام مسلمؒ نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے جسے عیاض بن حمار التمیمیؒ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

قال اللہ تعالیٰ : "إني خلقت عبادي حنفاء فجاءتهم الشياطين ففلسنهم عن دينهم وحرمت عليهم ما أحللت لهم"۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندے صحیح موعودین پیدا کئے ہیں مگر شیاطین آئے تو انہیں اپنے دین سے پھیر لیا اور میری حلال کی ہوئی چیزیں ان پر حرام کر دیں۔

داڑھی منڈوانا اور (مٹھی سے) کم کرنا گناہ کبیرہ ہے :

امام طبرہؒ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "فليغيرن خلق الله" کی تفسیر میں کئی اقوال ذکر فرمائے ہیں کہ :

"اس میں وہ تمام چیزیں داخل ہوئیں جسے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے جیسے خسی کرنا ان کا جس کا خسی کرنا جائز نہیں۔ اور وہ خالی رکھنا یا لگانا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور انتہا باریک کرنا، تیز کرنا اور اسی طرح اور گناہ۔ اور اس میں ان افعال کا ترک بھی داخل ہو گیا جن کے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ شیطان لوگوں کو مکمل نافرمانی کی طرف دعوت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کرنے سے منع کرتا ہے اور یہی معنی ہے کہ اپنے مقرر حصے کا بندوں کے اعمال میں تغیر "مساخلق

اللہ"۔ (تفسیر الطبرہ ۵/۱۸۳ سورۃ النساء والایۃ ۱۱، دار المعرفۃ بیروت الطبع الرابع ۱۴۰۰ھ)

اور یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ تغیر "فليغيرن خلق الله" میں احسان کنندہ کی ناشکری

ہے۔ اور خاص طور سے وہ بنیادی امتیازات جو اسلامی معاشرے کی بنیاد ہیں، جیسے داڑھی تو جیسا کہ اس کا منڈوانا مختلف وجوہات سے گناہ ہے، تو اسی طرح اس حیثیت سے بھی گناہ ہے کہ یہ دھوکہ ہے، جھوٹ ہے، ناشکری نعمت ہے، مردانگی بدلنا ہے ہجرا پن کے ساتھ اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اگر کسی نے کسی کی داڑھی نکالی تو اس پر

پوری دیت واجب ہوتی ہے :

یہاں تک کہ فقہائے کرام نے اس پر تصریح کی ہے کہ اگر کسی نے دوسرے شخص کی داڑھی کو نکال کر ختم کر دیا، یا داڑھی کی زینت کو ختم کر دیا، اس طریقہ پر کہ دوبارہ نہ نکلے تو اس پر پوری دیت لازم ہے۔ اس لئے کہ اس نے اس کی زینت اور مردانگی کی نشانی ختم کر دی، تو پھر تمہارا کیا خیال ہے ان لوگوں کے بارے میں جو روزانہ داڑھی منڈواتے ہیں؟ ان پر کتنی دیتیں لازم ہوں گی؟

بن حزم کا قول :

جیسا کہ ابن حزم نے اپنی کتاب "المحلی" میں تصریح کی ہے کہ ابو عبد اللہ سلمہ بن تمام الشافری نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی قبلی میں کوئی چیز سر پر لے کر جا رہا تھا کہ دوسرے آدمی کے سر پر اس سے کچھ گرا جس سے اس کے سر کے بال جل گئے تو یہ مسئلہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے ایک سال کی مہلت دی مگر بال دوبارہ نہیں نکلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر پوری دیت کا فیصلہ کر دیا۔ اور سعید بن منصور اپنی سند سے فرماتے ہیں :

”حدثنا أبو معاوية هو الضير قال : حدثنا حجاج عن مكحول عن

زيد بن ثابت قال : في الشعر دية إذا لم ينبت“ . (المحلى للحافظ أبي محمد علي بن حزم الأندلسي الطاهري : ٥٢٥/٤ باب الشعر المسئلة ٢٠٢٣ مطبعة الإمام المصن)

ترجمہ : ہمیں ابو معاویہ ضیر نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حجاج نے مکحول سے اور انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ : بالوں میں پوری دیت ہے جب وہ دوبارہ نہ نکلے۔

ائمہ کرام کا فتویٰ :

اور فقہاء نے بہت سے ابواب میں اس روایت سے استدلال کیا ہے۔ اور وہ قول امام شافعیؒ کا ہے اور امام سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ، حسن، امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں (یعنی بال کسی نے جلا دیئے یا اکھاڑ دیئے وغیرہ) تو سر کے بالوں میں پوری دیت ہے جب وہ دوبارہ نہ نکلے اور اسی طرح دائی میں بھی پوری دیت ہے جب وہ دوبارہ نہ نکلے۔ اور موا لک اور شوافع کے نزدیک اس میں قاضی کا فیصلہ معتبر ہوگا۔

(المحلى للحافظ أبي محمد بن حزم الأندلسي الطاهري : ٥٢٥/٤ باب الشعر المسئلة ٢٠٢٣ مطبعة الإمام المصن)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس طرح اگر دائی مونچھیں اور سر کے بال نکال لئے جائیں تو نکالنے پر قصاص نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ جب دوبارہ نکلے تو اس میں کئی آدمیوں کا فیصلہ ہوگا اور اگر نہ نکلے تو پھر بھی فیصلہ ہوگا، مگر پہلے سے زیادہ۔ (کتاب الام للإمام محمد بن إدريس الشافعي الجلد الثالث الجزء السادس الصفحة ١٢٣، في باب دية العاجين واللحية والرأس دار المعرفة بيروت ١٣٩٣ هـ)

اور اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ نے بھی تصریح کی ہے۔ (”المبدؤة الكبرى“ للإمام مالک بن انس : ٣١٣/٦ في باب ما جاء في حلق الرأس والعاجين مطبعة السعادة مصر ١٣٢٣ هـ)

قرآن مجید کی آیت دائی کی ایک مشمت

یا زیادہ ہونے پر دلالت کرتی ہے :

جن احادیث مبارکہ کو ہم نے ذکر کیا اس کے علاوہ قرآن مجید کے نصوص بھی دائی کے لمبی کرنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول :

”قَالَ يَنْزُومُ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي“۔ (٩٣:١٠)

تو یہ آیت دائی کے لمبی ہونے پر واضح دلیل ہے۔ اس لئے کہ اکثر مفسرین اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ :

”لَا تَأْخُذْ بِشَعْرِ لِحْيَتِي وَلَا بِشَعْرِ رَأْسِي“۔ (المنظر تفسیر القاسمی

١١٠/٨٤ وفيه وكان قبض عليهما بجره إليه من شدة غصبه دار الفكر ١٣٩٨ هـ)

یعنی مجھے دائی اور سر کے بالوں سے مت پکڑو۔ اور یہ بھی واضح بات ہے کہ دائی جب پکڑی جاتی ہے جب وہ کم از کم ایک مشمت کے برابر ہو یا زیادہ۔ اور تفسیر کے قاعدہ ”القرآن يفسر بعضه بعضا“ کے مطابق جب ہم اس آیت کو سورۃ الانعام کی درج ذیل آیتوں سے ملائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

”وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيُوسُفَ وَلُوطًا وَكَلَّا قَبَضْنَا عَلَى الْعُلَمِينَ وَرَمَيْنَاهُمُ فِي أَيْنَاهُمْ وَذَرَيْنَاهُمْ وَآخَوَانَهُمْ وَاجْتَنَبْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ وَكَذَلِكَ هَدَى اللَّهُ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبَطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا

يَعْمَلُونَ ۝ اُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰى اللّٰهُ فَبِهٰذَا هُمْ اَقْتَدُوا ۝ قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورة الانعام: ۸۳ الی ۹۰)

ترجمہ: اور اس کی اولاد میں سے داد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف کو اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام والوں کو۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہیں نیک بختوں میں۔ اور اسماعیل اور یسوع اور یونس اور لوط کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی، سارے جہاں والوں پر۔ اور ہدایت کی ہم نے بعضوں کو ان کی باپ دادوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے اور بھائیوں میں سے اور ان کو ہم نے پسند کیا اور سیدھی راہ چلایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے اس پر چلتا ہے جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے اور اگر یہ شرک کرتے تو البتہ ضائع ہو جاتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے سو تو چل ان کے طریقہ پر تو کہہ دے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری یہ تو محض نصیحت ہے جہاں کے لوگوں کو۔ (ترجمہ از شیخ البند خیر عثمانی)

تو ہم اس صحیح نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہارون علیہ السلام ان انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ہیں جن کی اقتداء کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اور حضرت ہارون علیہ السلام داڑھی والے تھے (اور اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام داڑھی والے تھے) تو جب ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے تو ہم بھی ان کے پاک طریقوں کے اتباع پر مامور ہیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حکم ہوتا ہے جب تخصیص کی کوئی علامت نہ ہو۔ اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لئے ایک بہترین مقتدا اور خوبصورت نمونہ ہیں۔

عبادت کے لئے مخصوص ہے ذات خدا واحد
مساوی ہے اطاعت ہو خدا کی یا محمد کی

علامہ ابو بکر جصاص کا قول:

علامہ ابو بکر جصاص فرماتے ہیں: اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایت ہے کہ دس (۱۰) خصلتیں فطرت میں سے ہیں تو ہونا چاہئے کہ اس میں آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتداء کرنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق: "ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنْ اَتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا"۔ (احقاف: ۱۲۳) پھر حکم بھیجا ہم نے تجھ کو کہ چل دس ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا۔ (تفسیر عثمانی) اُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰى اللّٰهُ فَبِهٰذَا هُمْ اَقْتَدُوا۔ (الانعام: ۹۰) یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی سو تو چل ان کے طریقہ پر۔

(ترجمہ از شیخ البند خیر عثمانی)

اور یہ خصائل و عادات حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہیں۔ (احکام القرآن للجصاص: ۱/۷۰ / طبع ۱۳۹۷ھ و کلاذکرہ الشیخ محمد الامین الشنقیطی فی تفسیرہ اضواء البیان: ۵۰۶/۴)

اور ابو حیان اس آیت "وَ اِذْ نَسَلْنٰ اِبْرٰهِيْمَ رِثَةً يَّجْلِيْ مَاتٍ قَاتِمَةً" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ امام طاہرؒ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہی کلمات فطرت دس (۱۰) باتیں ہیں۔

(تفسیر البحر المحیط: ۱/۳۷۵ مطبعة السعادة طبع ۱۳۲۸ھ)

اور پھر دس (۱۰) گن لئے، جس کا ذکر "حدیث الفطرة" میں آیا ہے تو اس میں سوچیں کاشا اور داڑھی لمبی کرنا بھی ہے۔ (تفسیر البحر المحیط: ۱/۱۱۳)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مجوسی کا آنا:

امام سیوطی نے اس آیت کی تفسیر میں ابن ابی شیبہ کی عید اللہ بن عبد اللہ سے

روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ :

”مجس کے ایک آدمی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آئے، جس نے داڑھی منڈوائی تھی اور مونچھیں لمبی رکھی تھیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : ”یہ تم نے کیا کیا ہے؟“

اس نے عرض کیا کہ : ”یہ ہمارے دین میں ہے۔“

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : ”ہمارے دین میں ہے کہ ہم مونچھیں کاٹیں

اور داڑھی لمبی رکھیں۔“ (المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الادب باب ما یؤمر بہ الرجل من اعضاء

اللحية والاحد من الشارب ۱۱۰/۶۱۱ حدیث رقم ۱۱۰)

میں چاہتا ہوں کہ اس فضل کے آخر میں صحابہ کرامؓ کے آثار اور تابعینؓ اور ائمہ مجتہدین کے اقوال بھی اس مسئلہ (داڑھی) میں ذکر کروں تاکہ یہ مسئلہ مکمل طریقے سے واضح ہو جائے۔ اس لئے کہ یہ حضرات تمام لوگوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر سختی سے عمل کرنے والے تھے۔ اور یہی پاک شخصیات قرآن و حدیث کے معنی زیادہ سمجھنے والے تھے۔ اور حق بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کے مابین متفقہ ہے اور یہ دوستی کے لئے بہترین لوگ ہیں۔

تمام انبیاء کرام اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام داڑھی والے تھے :

پس تمام انبیاء کرام علیہم السلام داڑھی والے تھے اور اسی طرح صحابہ کرامؓ، تابعینؓ

علماء کرام اور آج تک تمام دیندار لوگ بھی داڑھی والے ہیں۔

داڑھی لمبی رکھنا تمام شریعتوں کا مسئلہ ہے :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت کہا ہے اور ”سنت

المرسلین“ کا نام دیا ہے کہیں بھی آسمانی کتب اور صحائف میں داڑھی کاٹنے (اور منڈوانے) کا ذکر نہیں، تو داڑھی لمبی رکھنا تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے ثابت ہے اور یہ تمام شریعتوں کا مسئلہ ہو گیا، صرف شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ یہ تمام ملتوں اور قوموں کا مسئلہ ہے۔ (حدیث مبارک) کا کلمہ ”فطرت“ بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی احادیث اور اقوال کو سب سے زیادہ

سمجھنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے :

اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام کے تمام داڑھی کے لمبی رکھنے پر متفق تھے۔ اور کسی ایک سے بھی داڑھی منڈوانا ثابت نہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قول و فعل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی تشریح کرنے والے تھے اور انہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و رفاقت کے لئے چنا تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ قرآن مجید شریعت کے لئے متن ہے اور احادیث اس متن کی شرح ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علم و عمل کے اعتبار سے اس شرح کے گواہ ہیں اور تمام صحابہ میں زیادہ متبع سنت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے کسی سنت کو بھی نہیں چھوڑا، مگر اس پر عمل کیا۔ جیسا کہ محدثین کے نزدیک یہ مشہور ہے کہ ”آپ داڑھی کو قبضہ میں پکڑتے اور مشیت کے نیچے بال کاٹتے۔“

(کتاب الآثار : باب الشعر من الوجه فی آخر الكتاب قبل سنة ابواب)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ داڑھی کو مشیت میں پکڑ کر نیچے

سے زائد کاٹتے۔ (المصنف لابن ابی شیبہ ۱۰۹/۶۱۱ حدیث رقم ۱۰۹)

مقدار داڑھی اور اس کا رنگنا :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ داڑھی کو مہندی اور خضاب سے رنگتے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ :

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ سفید داڑھی والے نہیں تھے، تو انہوں نے بھی مہندی اور خضاب سے رنگ دے دیا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۴۱، دار التراث بیروت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :

”عمر فاروق رضی اللہ عنہ خالص مہندی سے داڑھی کر رنگ کرتے۔“

اور شیخ مصطفیٰ الرافعی نے نقل کیا ہے کہ :

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گنجان داڑھی والے تھے۔“

(عنوان النجاة فی معرفة من مات بالمدينة من أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، لمصطفیٰ العلوی الزاہلی)

اور اسی طرح تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ :

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لمبی داڑھی والے تھے، جب شہید کر دیے

گئے تھے تو ایک باغی نے داڑھی سے پکڑا۔“ (تاریخ ابن عساکر المجلد السابع)

اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سفید بالوں اور سفید داڑھی والے تھے اور

سفید ہونے کو نہیں بدلتے تھے۔ (عنوان النجاة فی معرفة الصحابة ص : ۳۰)

حضرت سفیان حسان بن بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے

ہیں کہ :

”میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو فرما رہے تھے، تو داڑھی میں خلل کیا۔“

میں نے عرض کیا کہ یہ کیا کرتے ہو؟ تو انہوں نے فرمایا کہ :

”میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا۔“

(المصنف الابن لمی شہید کتاب الطہارة باب تحلیل اللحية فی الوضوء : ۳۳/۱۰ حدیث ۱۰)

ابو حمزہؓ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب

وضو بناتے تو داڑھی میں خلل کرتے۔ (نفس المرجع السابق : باب من كان لا یخلل : ۲۳/۱۰ حدیث رقم : ۴)

اور حضرت ابو معنؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ :

”میں نے حضرت انسؓ کو وضو بناتے ہوئے دیکھا تو داڑھی میں خلل

کر رہے تھے۔“ (نفس المرجع السابق : باب من كان لا یخلل : ۲۳/۱۰ حدیث رقم : ۴)

ابن ابی شیبہؓ نے ”باب من كان لا یخلل لحیته“ میں بھی متعدد روایات اور

اسی طرح متعدد روایات ”باب غسل اللحية“ میں ذکر کئے ہیں اور اسی طرح حافظ ابن

کثیر رحمہ اللہ نے ستاون (۵۷) سال کے واقعات میں عثمان بن حنیف الانصاری کی

وفات کا واقعہ اور ان کے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مابین جنگ کا واقعہ بھی ذکر

کیا ہے۔ اس میں ہے کہ :

”(ان کی بے عزتی کی گئی) اور ان کی داڑھی ابرو میں اور پلکیں نکالی گئیں۔“

جب شہر فتح ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے انہوں نے شہر حوالے

کرتے ہوئے عرض کیا کہ :

”اے امیر المؤمنین ! آپ نے مجھے داڑھی کی حالت میں چھوڑا تھا

اور اب بغیر داڑھی کے چل رہا ہوں۔“

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرائے اور فرمایا کہ :

”تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کا اجر ہوگا۔“ (البدایہ والنہایہ :

للمحافظ ابن کثیر ۲/۸، دار الکتب العلمیہ بیروت الطبع الثانیہ : ۱۳۱۸ھ)

اور اسی طرح اور آثار بھی بہت زیادہ ہیں۔ کتب آثار میں اگر کوئی تلاش کرے تو اس موضوع پر ایک ذخیرہ جمع ہو سکتا ہے اور داڑھی کی طوالت پر اجماع صحابہؓ کی صراحت ہے، اگر بالفرض ہم یہ مان لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے داڑھی کی طوالت کے وجوب پر کوئی قول، فعل، تقریر ثابت نہیں تو پھر صحابہ کرامؓ کے اقوال و افعال سے دلیل پکڑنا کافی ہو جاتا۔ اس لئے کہ ان کی تابعداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری ہے اور بالخصوص خلفاء راشدین کی تابعداری۔ اسی طرح تابعینؓ نے بھی طوالت داڑھی پر اجماع کیا ہے۔ اور ان میں سے کسی سے بھی منڈوانا یا ایک مشت سے کم کرنا ثابت نہیں۔ جیسا کہ علامہ ابن کثیرؒ نے امام زہریؒ کے حالات میں نقل کیا ہے کہ آپ ۵۸ھ میں حضرت امیر معاویہؓ کے ایام خلافت میں پیدا ہوئے اور آپ چھوٹے قد والے، تھوڑی داڑھی والے تھے، بس چند لمبے بال چہرے پر تھے۔ (البدایہ والنہایہ ۹/۲۸۳)

صحابہ کرامؓ کا رونا :

حضرت عطاء خراسانیؒ فرماتے ہیں کہ :

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مکانات بھجور کے بتوں سے بنے ہوئے تھے اور دروازوں پر کالے بالوں کے پردے تھے۔ تو میں ولید بن عبد الملک کے اس خط کو سننے گیا جو پڑھا جا رہا تھا، جس میں ازواج مطہرات کے گھروں کے مسمار کرنے کا حکم دیا تھا، تو میں نے اس روز سے زیادہ رونے والا دن کوئی نہیں دیکھا اور

میں نے سعید بن المسیبؒ سے سنا، فرما رہے تھے کہ :

”خدا کی قسم! میں تو کہتا ہوں اگر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تو مدینہ کے رہنے والے اور باہر سے آنے والے دیکھتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتنی کفایت کے ساتھ زندگی بسر کرتے اور یہ لوگوں کو مال اور فخر کرنے کے حرص سے بے رغبت کرتے۔“

ایک دوسرے شخص عمران بن ابی انسؒ فرماتے ہیں کہ :

”میں مسجد میں تھا، وہاں صحابہ کرامؓ کے بیٹے تھے، وہ اتنا رو رہے تھے کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔“

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ للمصنفی ۱/۳۳۵-۳۳۷)

اور اسی دن حضرت ابوامامہؓ نے فرمایا کہ :

”اے کاش! اگر یہ باقی رہتے تو لوگ آبادیاں کم کرتے اور دیکھتے وہ جس پر اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے راضی ہوئے تھے۔ حالانکہ دنیا کے تمام خزانوں کی چابیاں آپ کے ہاتھ میں تھیں اور ہم بھی کہتے ہیں کہ کاش! اس کو چھوڑتے تو عبرت حاصل کرنے والے عبرت حاصل کرتے اور طمع رکھنے والے کی رغبت کم ہوتی اور غفلت والوں کو یاد آتا، اور ڈرنے والے ڈرتے۔“ (وفاء الوفاء ۱/۳۳۷-۳۳۸)

نسل در نسل داڑھی رکھنے پر تعامل :

تو یہ نصوص یعنی قرآن و حدیث اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ :

”جو عمل پہلے سے نسل در نسل چلا آ رہا تھا، وہ داڑھی لمبی رکھنا ہے۔ یہاں تک کہ جس شخص کی داڑھی نہیں اُگتی تو وہ خواہش کرتا کہ کاش! میری بھی

داڑھی ہوتی۔ جیسا کہ اُحنف بن قیسؒ (اور وہ بے ریش تھے) کے ساتھیوں نے کہا کہ : ہم چاہتے ہیں کہ اگر داڑھی کی قیمت میں ہزار بھی ہوتی تو ہم اُحنف بن قیسؒ کے لئے لیتے۔ اس کے پاؤں اور آنکھوں کے میزھا پن کو ذکر نہ کیا مگر داڑھی کے نہ ہونے کی نقص اور خامی بیان کی، اور یہ اُحنف بن قیسؒ نہایت عقلمند، بردبار اور بخشنے والی آدمی تھے۔

(شرح احیاء العلوم: ۴۲۶/۱)

اور اسی طرح قاضی شریؒ بھی بے ریش تھے اور داڑھی کی تمنا کرتے اور قاضی شریؒ کہتے :

”میں چاہتا ہوں کہ دس ہزار اشرفیوں کے بدلے میں داڑھی لے

لوں۔ جیسا کہ اس پر شرح احیاء میں تصریح ہے۔“ (شرح احیاء العلوم: ۴۲۷/۱)

ان قرآنی نصوص، احادیث مبارکہ آثار اور اقوال تابعین کی وجہ سے چاروں ائمہ مذاہب داڑھی کی طوالت کے وجوب اور اس کے منڈوانے کی حرمت پر متفق ہیں اور سلف صالحین میں کسی سے بھی منقول نہیں کہ انہوں نے کبھی اس واجب کو چھوڑا تھا۔

داڑھی کی مقدار اور ایک مشت سے زائد کاٹنے کا حکم :

جیسا کہ اس پر صاحب الروض المربع شرح زاد المستقنع نے تصریح کی ہے کہ : ”داڑھی لمبی کرنی چاہئے اور اس کا منڈوانا حرام ہے۔“

اور شیخ تقی الدینؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ :

”مٹھی سے زائد کاٹنا مکروہ نہیں، اور اسی طرح گلے کے نیچے سے اور مونچھیں اچھی طرح صاف کی جائیں، قینچی سے کاٹنا بہتر ہے۔“

(الروض المربع للشیخ منصور بن یونس ص: ۴۵)

منار السبیل فی شرح الدلیل کے مصنف ”فصل حف الشارب“ میں فرماتے ہیں کہ داڑھی طویل کرنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث سے ثابت ہے، وہ فرماتے ہیں :

”خالقوا المشركين أحقوا الشوارب وأوفوا للخصي“ (متفق علیہ)

(منار السبیل للشیخ إبراهيم بن محمد بن سالم ص: ۲۳)

مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں چھوٹی کرو اور داڑھیاں لمبی کرو۔

شیخ تقی الدینؒ نے ”الفروع“ میں ذکر کیا ہے کہ :

”مٹھی سے زائد کاٹنے میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ ابن عمرؓ جب عمرہ

یا حج کرتے تو ایسا کرتے۔“ (رواد الفاری)

صاحب شرح المنتبی اور شرح منظومۃ الأدب فرماتے ہیں کہ :

”یقینی اور معتد بات منڈوانے کی حرمت ہے، ان میں سے جس نے حرمت پر

تصریح کی ہے کسی صاحب الانصاف سے بھی اس کے خلاف منقول نہیں۔

اور در مختار میں ہے کہ :

”آدمی پر داڑھی کاٹنا، منڈوانا حرام ہے۔“

(الدر المختار کتاب الحظر والإباحة باب الاستبراء: ۱۴۰/۵۳)

مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کا قول :

مولانا خلیل الرحمن سہارنپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :

”داڑھی کاٹنا اور منڈوانا عجم کا طریقہ ہے اور آج کل بہت سے

مشرکین، انگریزوں اور ہندوؤں کی نشانی ہیں اور ان جوان (مشرکین،

انگریز اور ہندو) کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ان کی

مشابہت کرے، پھر آخر میں فرماتے ہیں کہ اسی طرح آدمی پر داڑھی کا کاشنا و منڈوانا حرام ہے تو معلوم ہوا کہ بعض بے دین مسلمان لوگ ہندوستان اور ترکمانستان میں جو داڑھی منڈواتے ہیں یہ حرام ہے ہاں اگر عورت کی داڑھی نکل آئے تو اس کا منڈوانا مستحب ہے۔“

(بذل المجہود للشیخ حلیل احمد السہارنبوری: ۱/۱۳۰)

ملا علی قاریؒ کا قول :

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :

”داڑھی منڈوانا انجم کا طریقہ ہے اور آج کل یہ مشرکین فریگیوں اور ہندوؤں کا طریقہ ہے اور وہ لوگ جن کا دین میں کوئی حصہ نہیں جیسا کہ قلندر یہ گروہ کی سب سے بڑی نشانی ہے۔“ (المروۃ لملا علی قاری: ۲/۴۱)

ان بہت سی دلائل اور طویل بحثوں کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ :

”داڑھی لمبی کرنا اور موچھیں تراشنا انبیاء علیہم السلام کی ان سنتوں میں سے ہے، جو تمام امتوں پر واجب ہے۔ اور سنت بھی ان حقائق کی بنیاد پر مقتضی ہے کہ اس پر عمل واجب ہو جائے۔“

اور یہ بات کہنا کہ مطلقاً عادیث سے تو وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ داڑھی بڑھانے کا واجب العمل ہونا یہ تو نص قطعی پر موقوف ہے جو لزوم اور وجوب میں صریح ہو۔ تو یہ بات بالکل فاسد اور جرأت ناقص ہے۔ اس لئے کہ اس طرح قول شریعت سے دو باتیں طلب کرتا ہے یا تو یہ کہ اس کی وجوب کو صراحتاً ثابت کرے یا صرف سنت ہونے کی وجہ سے اس پر عمل کا مطالبہ نہ ہو۔

اگر یہ کہنے والے ان آیتوں اور روایتوں میں غور و فکر کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کو واجب کرتے ہیں تو وہ علم الباقین کے ساتھ جان لیں گے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ بہترین نمونہ کی افتداء، دونوں جہانوں کی نجات اور کامیابی کی بنیاد ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :

”فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُخَرِّجُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“۔ (انعام: ۶۵)

”ترجمہ : سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف نہ جانیں اس بجھڑے میں جو ان میں اٹھے، پھر نہ پاویں اپنے جی میں تجھی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے۔“

(ترجمہ: شیخ الہند تفسیر مثنیٰ)

اور یہ فرمان :

”وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا“۔ (مشر: ۸)

ترجمہ : اور جو دے تم کو رسول سولے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو۔ (تفسیر مثنیٰ)

اور اسی طرح اور مثالیں (ان کے علاوہ) اور آیتیں اور اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا قول :

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هُوَ أَوْ تَبَا لِمَا جِئْتُ بِهِ“۔ (مشکوۃ المصابیح الفصل الثانی بعب الاعتماد بالكتاب والسنة من کتاب الایمان)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی

شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس نے اپنی خواہشات کو اس دین کے تابع نہیں کیا جسے میں لے کر آیا ہوں۔

صحابہ کرامؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم ماننے کے لئے ایک دوسرے سے پہل کرتے :

صحابہ کرامؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولی اشارہ سے اعمال کی طرف چل دیتے، صرف اس عقیدہ سے کہ حسن و جمال کا معیار فقط سنت نبوی ﷺ ہے۔ اس لئے کہ انبیاء و مرسلین کا طبقہ ممتاز ہے اللہ تعالیٰ کے انتخاب سے وہ منتخب شدہ ہیں۔ تاکہ اپنی اپنی امتوں کے لئے نمونہ بنے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء علیہم السلام کو ظاہری اور معنوی ہر قسم کے محاسن سے نوازا اور امتوں کو ان کی تابعداری کا حکم دیا اور خصوصاً امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فرمایا ہے کہ :

”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُمُوءَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ“۔ (احزاب: ۲۱)

ترجمہ : تمہارے لئے بھلی (مفید) تھی یہی کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال۔ (ترجمہ شیخ الحداد)

ہدایت کو خواہش پر مقدم کرنا سعادت مندی ہے :

ہم اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تو احادیث میں پڑھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں داڑھی لمبی رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور منڈوانے اور کانٹے سے منع فرمایا ہے اور مجوس و مشرکین کی مشابہت سے ڈرایا ہے، اور جو عورتوں کی مشابہت

کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تغیر کرتا ہے اور مشکہ کا مرکب ہوتا ہے تو ان تمام پر لعنت فرمائی ہے۔ تو کیا ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کے دعوے کی گنجائش ہے؟ کہ ہم آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے دشمنوں کے طریقوں کو پسند کرتے ہیں۔ ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اس ظلم تجاوز پھٹکار اور نافرمانی سے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہدایت کو خواہش پر مقدم رکھیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے خوبصورتی، یہود و نصاریٰ (عیسائیوں) کی مشابہت پر مقدم کریں اور وہ آدمی جو خواہش پرست ہو، اور ہدایت سے منہ پھیر لینے والا ہو اس کا کیا خیال ہے کہ یہ جمال کمال اور نفع دونوں جہانوں میں کمائے گا؟

کبھی نہیں۔ خدا کی قسم ! یہ شخص بڑے گناہوں کے حصول اور اپنی تجارت کے نقصان میں لگا ہے، اور ایک ایسے عمل پر مداومت کرتا ہے کہ چہرے کو صاف کرتا ہے، اپنی زینت کو ختم کرتا ہے، مال کو بے جا خرچ کرتا ہے، وقت کو ضائع کرتا ہے اور ایک ایسے عمل پر تشکی کرتا ہے جس سے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ناراض ہوتے ہیں باوجود اس کے کہ اس کا گناہ زیادہ ہے، جیسے زنا، سود، شراب پینا وغیرہ لیکن یہ تمام (گناہ) ایک وقت تک (یعنی جب تک آدمی اس میں مبتلا رہے) لکھے جاتے ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

”لَا يَزِيهِ الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ الْخ. (مشکوۃ المصابیح فی الفصل الأول باب الفکتر وعلامات الطلاق وکذا فی مجمع الزوائد ۱۰۰/۱۰۱ فی قولہ لا یزنی الزانی — طبع)

داڑھی منڈوانا ہمیشہ جدا نہ ہونے والا گناہ ہے :

محدثین علماء حدیث کا معنی ایسا کرتے ہیں کہ جو زنا کرے تو زنا کی وجہ سے اس

سے ایمان کا نور سلب ہوتا ہے اور جب گناہ سے قاری ہو جائے تو ایمان واپس آ جاتا ہے۔ اور داڑھی منڈوانا تو داڑھی گناہ ہے جو اپنے صاحب سے کبھی جدا نہیں ہوتا، تو جب نماز پڑھتا ہے اس وقت بھی بے ریش (داڑھی منڈھا) ہے تو نماز پڑھنا عبادت ہے مگر بے ریش (داڑھی منڈھانے والا) ہونا گناہ ہے، اسی طرح روزہ رکھتے اور حج کرتے وقت بھی گناہ میں ہے۔ تو مداومت اور پیشگی وثبات ایسے مذموم و فحیح خصلت پر اس کو اپنے دعویٰ میں جھوٹا کر دیتا ہے، تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی کہ یہ ہر نماز میں دعا مانگتا ہے کہ :

”اٰهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“

اور حال یہ ہے کہ مفضوب علیہم اور ضالین لوگوں کے طریقوں پر مداومت کرتا ہے اور جن پر انعام ہوا ہے ان کے طریقوں کی مخالفت کرتا ہے اور مفضوب علیہم اور ضالین کی مشابہت اختیار کر کے ان کے گروہ کو زیادہ کرتا ہے اور حال یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

”وَلَا تَرْكَبُوا اِلَى الدِّينِ ظُلُمًا فَنَمَسْكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاءٍ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ“۔ (ہود: ۱۱۳)

ترجمہ: اور مت جھکوان کی طرف جو ظالم ہیں، پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے۔ (ترجمہ تیسرے صفحہ)

اور کفار کے رنگ اور ان کی طرح ڈول و سنگار پسند کرنا ان سے محبت کی دلیل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے پھرنے کی نشانی ہے۔

یورپ کی تقلید پر فخر کرنا مہلک مرض ہے :

ہائے افسوس ! کہ اب اکثر مسلمانوں میں اسلام صرف نسبت بنا اور دین نہیں، مسلمان دھوئی کرتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں، لائسنس اور پاسپورٹ میں بھی لکھا ہے کہ یہ مسلمان فلاں مسلمان کا بیٹا ہے لیکن طور و طریقہ مسلمانوں کے دشمنوں کی طرح ہے۔ یورپ

کے طریقوں اور لباس کی تقلید پر فخر کرتا ہے اور یہ بہت خراب و مہلک بیماری ہے جس میں اکثر عالم اسلام کے مسلمان مبتلا ہیں اور اس سے اور زیادہ برائی کیا ہوگی کہ ایک مسلمان نو جوان داڑھی منڈواتا ہے اور موٹھیں کانوں تک رکھتا ہے، سو فیصد سنت کی مخالفت کرتا ہے اور کفار و مجوس کا اچھا دوست بنا ہوا ہے۔

عاشق اپنے معشوق کا تابعدار ہوتا ہے :

ہائے کاش ! اگر ہمارے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور سچی محبت ہوتی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی والے کام ہرگز نہ کرتے۔ اس لئے کہ سچا عاشق محبوب کی تابعداری کو پسند کرتا ہے، یہاں تک کہ عام عادات اور اشیاء میں بھی۔ اور مجنون تو لیلیٰ کے گاؤں کے درو دیوار کو چومتا اور اس سے اپنے دل کو مطمئن کرتا۔ کسی نے خوب کہا ہے ۔

ولو قيل للمجنون ارض اصابها . غبار غري ليلي ليجكوا سرعا

ترجمہ: اگر مجنون سے کہا جاتا کہ یہاں ایک مقام ہے وہاں لیلیٰ کا گرد و غبار پہنچا ہے تو وہ تیزی سے حاصل کرنے کو شش کرتا۔

لعل ہری شیشا لہ نسبتہ بہا . یعلل قلبا کاد ان یتصدعا

ہو سکتا ہے کسی ایسی چیز کو دیکھے کہ اس کی نسبت لیلیٰ کے ساتھ ہو تو ایک ایسے دل کو تسلی ہو جائے گی جو عنقریب پھٹنے والا تھا۔

اور ابراہام لکھن مسیحی سے کسی نے اس کی طوالت المخیہ (داڑھی لمبی ہونے) کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ :

”سب لوگوں میں مجھے اپنے باپ سے محبت ہے کہ اُس نے طفولیت

میں میری تربیت کی تھی وہ داڑھی لمبی رکھتا تھا، تو میں بھی باپ کی طرح لمبی

داڑھی رکھنے کو پسند کرتا ہوں۔“

خلاصہ یہ کہ قطعی دلائل اور عقلی سلیم اور تمام عقلی دلائل داڑھی رکھنے کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔

داڑھی کی مقدار :

داڑھی کی مقدار کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ نے نقل کیا ہے کہ علماء کے ایک گروہ کا مذہب ہے کہ :

”مٹھی سے زائد کاٹی جائے اور طبریؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ بھی اس طرح کرتے۔“

(بخاری باب تقليم الاظفار حدیث رقم ۵۸۹۲)

اور اس طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے شخص سے بھی قبضہ سے زائد داڑھی کاٹی تھی۔ اور اس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ طریقہ منقول ہے۔ جسے احناف اور شوافع فقہاء نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کا قول :

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کتاب الاثار میں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو حنیفہؒ نے عیشم سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آپ (ابن عمرؓ) داڑھی کو مشت (مٹھی) میں پکڑتے، اور مشت سے نیچے کاٹتے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہی قول ہم نے اختیار کیا ہے اور یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

(کتاب الاثار فی باب حلق الشعر من الوجه، المسئلة رقم ۹۰۰)

”أوجز المسالك“ میں ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔ (أوجز المسالك للشيخ محمد زكريا الكاندهلوي ۶۰۵/۳)

امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ :

”نبی اکرم ﷺ اپنی داڑھی کو طول و عرض سے پکڑ کر مشت سے زیادہ

کاٹتے۔“ (مسند الترمذی فی باب ما جاء فی الاخذ من اللحية فی کتاب الادب: ۵/۹۳ حدیث رقم ۲۷۶۳)

اور مٹھی سے کم کرنا تو منڈوانے کے حکم میں داخل ہے۔ اس لئے کہ کسی ایک صحابی سے بھی مٹھی سے کم کا ثنا ثابت نہیں۔ اور علامہ ابن حمام رحمہ اللہ کی اس قول پر تصریح ہے کہ :

”داڑھی کا کا ثنا جو مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض مغاربہ اور یمنیہ جوعے کرتے ہیں تو اس کو کسی نے بھی جائز نہیں کہا ہے اور جو لوگ ایک مٹھی سے بھی زیادہ لمبی رکھنے کو کہتے ہیں وہ داڑھی کی اِعفاء (یعنی لمبی کرنے) کی عام روایات پر استدلال کرتے ہیں۔“

یہاں اور مسائل بھی ہیں اور کئی فائدے بھی جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں لیکن خوف طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر کوئی تفصیل چاہتے ہیں تو ”بذل المجہود“۔

(بذل المجہود للشيخ أحمد السهاري نوی : المجلد ۱ : ۸۶)

”شرح المسلم للنووی“ (شرح النووی : ۱۳۸۱، ۱۳۹۰) اور احیاء العلوم مع شرح إتحاف السادة المتقين (إتحاف السادة المتقين : ۳۲۶/۳) میں دیکھے اور استدلال میں اتنے دلائل پیش کرنا کافی ہے۔

اور صحیح بات یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کسی کام کو اچھا فرماتے ہیں تو عقل سلیم کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے قبول کر لیا جائے۔ اور جب آپ ﷺ کسی کام کو پسند کریں تو

منہاج نبوت کے تابعداروں کو چاہیئے، کہ اس پر عمل کریں۔ اور جب آنحضرت ﷺ کسی کام کے دین ہونے پر تصریح کریں تو ان پر لازم ہے کہ اس کو کبھی بھی نہ چھوڑے۔ اور جب نبی ﷺ نے مجوس، مشرکین، عورتوں اور مجذوں کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔ تو سنت سے محبت کرنے والوں پر واجب ہے کہ ان حکموں پر صحیح عمل کریں اور جس سے منع فرمایا ہے اس سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اس وعید کے خوف سے جو آنحضرت ﷺ کی سنتوں سے معرضین کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہے :

”فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي“

(یہ جملہ اس حدیث کا کٹڑا ہے جو حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ تین اشخاص ازواج مطہرات کے حجروں میں آئے اور آنحضرت ﷺ کی عبادت کے بارے میں

پوچھا: (إلى آخر الحديث) صحيح البخاری باب ترمغیب فی النکاح ۵۰۶۳، فتح الباری ۱۰۴۶

ترجمہ : ”جس نے میری سنتوں سے اعراض کیا وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔“

تو داڑھی کا مسئلہ جس میں بحث کیا جا رہا ہے بالکل اس طرح واضح ہے جیسا کہ نصف النہار کے سورج کی روشنی، اس لئے کہ اس کی بنیاد قرآن و سنت اور اہل سنت و جماعت میں ہے۔ اگر اس مسئلہ کو شریعت کی میزان میں تو لا جائے تو اس زمانے کے نوجوانوں کو اس اہم مسئلے میں کبھی بھی شک و شبہ باقی نہ رہے گا۔

فَسَنَالِ اللّٰهَ الْكَرِيمَ اتِّبَاعَ الْحَقِّ لِأَنَّهُ هُوَ الْمَوْفِقُ لِلصَّالِحَاتِ۔

ترجمہ : ہم اللہ تعالیٰ سے حق کی پیروی کا سوال کرتے ہیں کہ وہ نیکیوں کی توفیق

دینے والا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

دوسری فصل :

دلائل عقلیہ جو داڑھی کی طوالت پر دلالت کرتی ہیں

ہر قوم کی ایک خاص نشانی ہوتی ہے :

عام حالات شاہد ہیں کہ ہر حکومت کا ایک خاص جھنڈا ہوتا ہے، ایک رنگ کا یا مختلف رنگوں کا اور اسی طرح ہر حکومت کے علیحدہ علیحدہ کاموں کے لئے لوگ ہوتے ہیں اور پھر ہم ایک ملک میں مختلف نشانات دیکھتے ہیں، جیسے پولیس کا ایک خاص لباس ہوتا ہے، فوج کا جدا یونیفارم ہوتا ہے، پھر بری افواج کا جدا یونیفارم ہے اور بحری افواج کا جدا ہوائی افواج کا جدا اور حساس مراکز کے ملازمین کا لباس عام سرکاری لوگوں کے لباس سے جدا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض ممالک کے ملازمین پر لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مقررہ لباس (یونیفارم) کو ڈھونڈنے کے وقت میں ضرور پہنیں ورنہ اسے سزا دی جاتی ہے۔ اور ہر ملک اپنے جھنڈے اور اپنے قومی، ملکی نشانات کا احترام کرتے ہیں جو اسے دوسرے ممالک سے جدا

کرتا ہے۔ اگر کسی ایک ملک کے جھنڈے کی بے عزتی ہو جائے تو سخت جنگوں تک نوبت پہنچتی ہے اور یہ بات صرف لباس اور جھنڈوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ بعض اقوام اپنے جسم کے بعض انداموں جیسے ہاتھ اور چہرے پر نشانات لگاتے ہیں، بعض اپنے گالوں اور زخموں کو چیرتے ہیں اور ہندو سر کے درمیانی بالوں کو رکھتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہ فرق اس لئے ہے کہ ہر کسی کی شخصیت کی حفاظت ہو جائے ورنہ پھر فوجی کی تیز پولیس والے سے کیسے ہوتی اور کیسے حاکم و محکوم کو پہچانا جاتا، اور بہت سے تجربے اس کے شاہد ہیں کہ مختلف قبائل اور خاندان جنہوں نے اپنے مخصوص نشانات کی حفاظت کی ہے، اپنے دینی امتیازات کو مضبوطی سے تھاما، اپنی زبان کو بولنے اور لکھنے میں محفوظ کیا ہو، اور اپنے خاندانی لباس کو لازم پکڑا ہو تو وہ آج تک تمام جماعتوں میں اپنے نشانات کی وجہ سے زندہ اور ممتاز ہیں۔ بخلاف ان اقوام کے جنہوں نے اپنے آپ کو دوسری قوموں کے روپ میں ڈھالا ہو، اور غیر لوگوں کے دامن کو پکڑا ہو، اور اپنی شخصیت کو ملیا میٹ کر دیا ہو، اور اپنے آپ کو ان میں مدغم کر دیا ہو۔ یہاں تک کہ (وہ ختم ہو گئیں) اور ان کا اثر ہی باقی نہیں رہا۔

سکھ اپنے شعائر کے پابند ہیں :

جیسے سکھ مثلاً جو ہندوستان میں ایک چھوٹا سا گروہ ہے، عام لوگوں میں یہ اپنے مذہبی نشانات کے سختی سے پابند اور حفاظت کرنے والے ہیں، جیسے چوڑی، تمام بدن کے بال نہ کاٹنا، ہاتھوں میں لوہے کا کڑا پہننا، داڑھی کو دھاگے سے باندھنا، اور اس طرح اور خصوصیات بھی ہیں۔ تو ان کو ہندوؤں میں بلند مقام حاصل ہے، اور ان کو تمام عالم میں زندہ قوم شمار کیا جا رہا ہے۔ اس لئے بلند مقام تک پہنچے ہیں اور بہت سے حساس اور مرکزی ملازمتوں پر فائز ہیں، انہوں نے نہ داڑھی کاٹی ہے، نہ چوڑی اتاری ہے اور نہ کڑا نکالا ہے

اور بہت سے سکھ یورپ، ہالینڈ، فرانس، امریکہ، اٹلی اور جاپان میں رہتے ہیں لیکن وہ اوروں کے ماحول سے متاثر نہیں ہوئے۔ یہاں تک کہ حکومت ہندوستان نے اعتراف کر کے فیصلہ کیا کہ اگر ان میں کوئی جرم کرے اور ارتکاب جرم کی وجہ سے جیل میں چلا جائے تو انہیں جرم کی مناسب سزا ملے گی مگر داڑھی منڈھوانے کی سزا نہیں ملے گی، اگر ان میں کوئی شخص ایسی ملازمت تک پہنچ جائے جس میں داڑھی کا شام ضروری ہو تو پھر بھی سکھوں پر داڑھی منڈھوانے کا جبر نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ صرف اور صرف اس بات کا نتیجہ ہے کہ یہ لوگ اپنی عادات و اطوار پر مضبوطی اور سختی سے عمل پیرا ہیں اور اسی طرح ہمارا ظالم دشمن انگریز براعظم ایشیاء میں آیا اور یہاں ہندوستان اور دوسرے شہروں میں ۲۰۰ سال سے زائد رہا، لیکن اپنے نشانات کی حفاظت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اپنی پینٹ شرٹ اور ٹوپی کو ان گرم شہروں میں بھی نہیں اتارا۔ باوجود اس کے کہ سرد علاقوں کے رہنے والے تھے، مگر یہ تمام صرف اپنی خصوصیات و نشانات کے تحفظ کے لئے کرتے تھے، اسی وجہ سے ان شہروں کے رہنے والوں (جن کی تعداد تقریباً پچاس کروڑ سے زائد ہے) میں یہ قوت نہیں تھی کہ ان کی عادات و خصائل اور کام کاج میں اپنے کام خلط ملط کریں بلکہ ان شہروں کے بے شمار لوگ اس دشمن سے مکمل طور پر متاثر ہوئے اور تقریباً پچاس سے زائد سال ان کو ہندو پاک چھوڑے ہوئے ہیں مگر ان کے آثار ہندوستانیوں اور پاکستانیوں کے جسموں میں اب بھی زندہ ہیں۔ عاقل کے لئے اتنی مثالوں میں صرف یہ دو مثالیں ہی کافی ہیں۔

تو اسلام ایک الہی، عالمی، اعلیٰ اور عظیم الشان، مکمل اور اجتماعی دین ہے، تمام ادیان میں عقیدہ، اخلاق، عبادات اور معاملات کے لحاظ سے فرزندِ انِ اسلام ایک پاکیزہ اُمت ہے، ان کی ممتاز اسلامی شخص ہے اور یہ داڑھی اسلامی افواج جند اللہ کی امتیازی نشان ہے اور اس داڑھی کے نورانی امتیاز کی بدولت خدائی فوج اور شیطان فوج کے درمیان

اتیاز حاصل ہے اور یہی ایک سزا اور راز ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں کہ :

”من تشبه بقوم فهو منهم“ (رواہ ابو داؤد فی کتاب اللباس باب فی لبس الشہرہ ۳۴/۳۳ حدیث رقم: ۴۰۳۱، ورواہ احمد فی مسندہ: ۵/۴)

”جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ ان میں سے شمار ہوگا۔“

اس لئے کہ ان کے رنگ میں رنگنا اور ان کے طور طریقوں کو اختیار کرنا حقیقت میں ان کے گروہ کو زیادہ کرنا ہے۔

قصداً کفار کی مشابہت کا حکم :

اسی وجہ سے فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ :

جس نے قصداً اپنے آپ کو کفار کے مشابہ بنایا اور یہود نصاریٰ کے طور طریقے اختیار کئے تو اگر دل کی رضا مندی سے ہو تو کافر ہوا، ورنہ گنہگار۔

احناف کی کتب میں سے ”معین المفتی“ میں ہے کہ :

”جس نے قصداً کفار سے مشابہت اختیار کی یا نصاریٰ (عیسائیوں)

کے طریقے اپنائے یا ان کی صلیب وغیرہ باندھی یا مجوسیوں کی ٹوپی سر پر

رکھی تو کافر ہوا، مگر علامہ ابو مسعود اور حموی نے یہ قید لگائی ہے کہ اگر اسلام

کی حقارت کا ارادہ ہو تو کافر ہوگا، اگر یہ ارادہ نہ ہو تو پھر گناہگار ہوگا۔“

(معین المفتی)

اور شیخ غلیل المالکی نے ”مختصر“ میں اور اس کی شرح میں شیخ عبدالباقی نے ”باب

الردۃ“ میں لکھا ہے کہ :

”مسلمانوں کا کفر اس قول کی صراحت پر ہے کہ عزیر علیہ السلام اللہ

تعالیٰ کا بیٹا ہے یا ایسے اور الفاظ جو کفر کے متقاضی ہوں، جیسے ”اللہ تعالیٰ

ایک طرف میں ہے ”یا ایسا کوئی اور کام جس سے یہ معلوم ہوتا ہو“ پھر اس

کی مثالیں ذکر کی ہیں، جیسے پٹی باندھنا اور وہ کام جو کفار کے ساتھ مخصوص

ہو، جیسے یہود و نصاریٰ (عیسائیوں) کی ٹوپی استعمال کرنا۔“

(المختصر للخلیل المالکی)

حنبلیہ کی کتاب ”الانصار“ میں ہے کہ جس نے کفار کا طریقہ اپنایا، ان کا لباس

پہنا یا پٹی باندھی یا صلیب کو سینہ پر لٹکایا تو یہ حرام ہے اور بعض علماء نے یہ بات کفر تک پہنچائی

ہے۔ (الانصار)

اور اس مضبوط بنیاد کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اپنے

حق قول سے حکم فرمایا ہے کہ :

”خالفوا المشرکین و فروا للخی واحفوا الشوارب“

(رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ حدیث: ۵۴)

”مشرکین کی مخالفت کرو، دائرہ لبی رکھو اور مونچھیں کاٹو۔“

دوسری روایت میں :

”جزوا الشوارب وأرخوا اللخی خالفوا المجوس“

(رواہ البخاری فی صحیحہ رقم: ۵۸۹۲، فتح الباری: ۳۳۹/۱۰)

”مونچھیں کاٹو اور دائرہ لبی رکھو مجوس کی مخالفت کرو۔“

دوسری جگہ فرمایا ہے :

”فرق ما بیننا و بین المشرکین العمام علی القلائس“

(رواہ ابو داؤد فی کتاب اللباس ۵۵/۳ حدیث رقم: ۳۰۷۸)

”ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق پکڑی کو ٹوپی پر باندھنا ہے۔“

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

میرے اوپر دو کپڑے دیکھو تو فرمایا کہ :

”ان هذه من ثياب الكفار فلا تلبسها“۔

”اس قسم کے کپڑے کفار کے ہوتے ہیں پھر نہ پہنا“۔

تو یہ تمام فرق امت اسلامیہ کی تشخیص کی حفاظت کرنے کے لئے ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازہ دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے، اگرچہ مشرک کا جنازہ ہوتا (یا تو موت کی یاد کی وجہ سے یا ملائکہ کے احترام کی وجہ سے) مگر جب پتہ چلا کہ جنازہ کے لئے کھڑا ہونا بھی مشرکین کی عادت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے کھڑا ہونا چھوڑ دیا اور صحابہ کرامؓ کو بھی کھڑے ہونے سے منع فرمایا کہ مشرکین کی مشابہت سے بچ جائیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

”ليس منا من تشبه بغيرنا لا تشبهوا باليهود ولا بالنصارى
فإن تسليم اليهود الإشارة بالأصابع وتسليم النصارى
الإشارة بالأكف“۔

”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کفار کی مشابہت کرتا ہو، یہود اور عیسائیوں کی مشابہت نہ کرو اور یقیناً یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا ہے“۔

اسلامی تشخیص کی حفاظت کرنا :

اور یہ قسم کی مشابہت سے بچنا اس لئے ہے کہ مسلمانوں کے لئے ظاہر و باطناً علیحدہ ایک ایسی مستقل حیثیت ہو، جو اس شخص کو صورت و معنی دین و ادب اور زبان کے لحاظ

سے دوسرے لوگوں سے جدا کرتا ہو، اور ایسے انداز میں کہ ان اعلیٰ خصلتوں میں کفار و مشرکین کا مقلد نہ ہو، اس لئے کہ مذہبی نشانات، عادات اور کپڑوں میں استقلال امتوں کے درمیان واضح فرق ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں اور جب ایک امت اپنی دینی ضروریات میں اکیلی ہو تو وہ دوسری امتوں میں قوت اور یکجہتی و یکگت کے لحاظ سے، مستقل، مضبوط اور مؤثر بن جاتی ہے اور یہی بنیادی اور ضروری امتیازات آج کل کی اصطلاح میں تہذیب (کلچر) سے تعبیر کئے جاتے ہیں۔

اے کاش ! کہ امت اسلامیہ ان تمام امتیازات کی محافظ بن جاتی تو معاشرتی خرابیوں، اخلاقی کمزوریوں اور تباہیوں کے خراب اور سواکن نتائج تک نہ پہنچتی۔

سلف صالحین کی حدود و شریعت پر مد اور امت :

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جب غمی علاقوں کے فاتحین یعنی عرب مسلمان دینی شعائر اور اسلامی تشخیص کی حفاظت کرتے رہے، مثلاً لباس، آٹھنا بیٹھنا اور عربی میں خطبہ جمعہ دینا، عربی کو دفتری اور سرکاری زبان بنانا۔ تو انہوں نے اپنے رواجات، خصوصیات، عادات و خصائل اور عربی زبان کو عراقیوں، شامیوں، مصریوں، سوڈانیوں اور مراکش اور لیبیا کے صحرائوں، فارس (ایران) کے شہروں خراسان اور ماوراء النہر کے لوگوں کے دلوں میں داخل کر دیئے۔ باوجودیکہ ان اطراف کے لوگ عربی زبان کے ایک لفظ کو بھی نہیں جانتے تھے، اور نہ اسلامی ارکان و شعائر کو جانتے تھے، وہ خالص عرب بن گئے۔

سلف صالحین نے دین کو مشرق و مغرب میں پھیلایا :

لیکن انہی عرب مسلمان اور بہادر فاتحین نے اسلامی احکامات کو مضبوطی سے پکڑا، اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کیا، تو ان شہروں کے لوگ ان کی عادات و خصائل

اور زبان و تہذیب سے متاثر ہوئے۔ یہاں تک کہ وہاں کے کفار اقوام بھی ان کی زبان و تہذیب سے متاثر ہوئے اور ان کے بچے آج تک اسلامی لباس پہنتے ہیں اور صاف عربی زبان بولتے ہیں۔ عبرانی قبیلے کلدانی اقوام اور بعض اور اقوام بھی عربی مسلمانوں کے رنگ میں رنگے گئے۔

اور پرانے مسلمانوں نے ہندوستان، پاکستان اور افغانستان کے شہروں میں صرف داڑھی لمبی رکھنے اور مونچھیں کاٹنے اور پگڑی باندھنے پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے قرآن و سنت کی تعلیمات پر مدامت کی تھی اور اسی طرح بچوں کے ناموں، مثلاً وہ اپنے بچوں پر صحابہ کرامؓ اور تابعینؓ کے نام رکھتے تھے، بچوں پر صحابیات و تابعیات کے نام رکھتے تھے (آدی اور عورت کے لباس میں فرق، عورتوں کا پردہ کرنا، مسلمانوں کے گھروں کا کفار کے گھروں سے فرق اور دوسرے امتیازات، اور عربی زبان پر ایسے قائم و دائم رہے کہ اس زمین (ہندوستان، پاکستان اور افغانستان) نے دینی علوم کے ماہرین اور احادیث کے عیاقرہ پیدا کئے اور ابھی تک یہ اطراف بعیدہ دینی و علمی آثار، مدارس اور معابد سے مالا مال ہیں اور جو بھی ان شہروں کی سیر کریں تو ہر طرف اسلامی آثار کا مشاہدہ کر سکیں گے اور یہ سب کچھ دین حنیف پر عمل کرنے اور اسلامی شخصیات و امتیازات پر قائم و دائم رہنے کا نتیجہ ہے۔

کفار اور مسلمانوں کے درمیان فرق :

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ امت اسلامیہ ایک عالمی امت ہے، اس کی کچھ خاص خصوصیات ہیں تو ان پر تمسک ان کے وجود کا تحفظ ہے۔ خصوصاً یہ مسئلہ جس میں ہم بحث کر رہے ہیں، اس لئے کہ داڑھی واضح دین خصوصیات میں سے شمار ہوتی ہے اور اس کی محافظت کرنا اسلامی معاشرہ کے وجود کی محافظت ہے اور اس پر عمل کرنے سے اسلامی گروہ

شیطان گروہ سے متاثر و جدا ہوتا ہے اور وہ حدیث جس میں دس (۱۰) چیزیں فطرت سے شمار کی گئی ہیں، اشارہ ہے کہ یہ دس خصائص اللہ تعالیٰ کے قریب لوگوں کی خصلتیں ہیں اور انہی خصلتوں میں داڑھی لمبی رکھنا، مونچھیں کاٹنا، پہلے ذکر ہوئے ہیں، اور اسی طرح ”من مسن المرسلین“ کا کلمہ، بعض روایات میں ”الفطرة“ کے بجائے آنا اس بات پر دال ہے کہ یہ خصائص انبیاء علیہم السلام اور ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خصوصی نشانات ہیں۔

مرد اور عورت کے مابین فرق :

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ کفار اور مسلمانوں کے مابین فرق کا خیال رکھا ہے اسی طرح مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے درمیان بھی فرق کی حفاظت فرمائی ہے یعنی آدمی کی ذمہ داریوں اور عورت کی ذمہ داریوں میں فرق ہے اور ہر حق دار کو اپنا حق دیا ہے۔ تاکہ ہر کسی کی فطرت محفوظ ہو جائے تو آدمی کو سونے کی انگلی پہننے سے (کما روی انس بن مالک وحسنی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ مسلم فی باب طرح الخواتم فی کتاب اللباس حدیث رقم: ۲۰۹۳/۳: ۱۶۵۷-۱۶۵۸) ریشمی کپڑے پہننے سے (روی مسلم فی صحیحہ عن علی بن ابی طالب ان شعی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں الرجل من لبس القمیس المعصر فی باب النبی عن لبس الرجل الثوب المعصر فی کتاب اللباس حدیث رقم: ۱۶۳۸/۳: ۲۰۷۸) اور اسی طرح مسلمان عورت کو کافر عورتوں کی مشابہت سے منع فرمایا ہے، مسلمان عورتوں کو خال رکھنے اور دانت تیز کرنے سے بھی منع فرمایا ہے اور احت فرمائی ہے۔ خال لگانے والیوں پر اور جس عورت پر خال لگاتری ہیں (کما فی صحیح المسلم فی باب تحریم فعل الواصلة و المستوصلة والواصلة والمستوصلة کتاب اللباس حدیث رقم: ۲۱۲۴ فی ۲۱۲۳) اور اس

طرح لعنت کی ہے ان عورتوں پر بھی جو ابرو نکالتی ہیں اور جس کے لئے نکالتی ہیں۔ (رواہ البخاری عن عائشة و ابن عمر وابن مسعود رضى الله عنهم فى كتاب اللباس حديث: ۵۹۳۲)

تو یہ تمام روایات امت کو مردانگی اور نسوانیت کا مقام اور فطری سنتوں اور پیدائشی امور کا احترام سکھاتی ہیں۔ اس لئے کہ مرد و عورت اس دھوکے و خیانت سے بچ جائیں اور انسانی عقل بھی یہ چاہتی ہے کہ فوجی اور مجاہد رعب و وقار والا ہو، یہ نہیں کہ عورتوں اور بچروں کی طرح دکھائی دے۔ بچڑا آدمی وہ ہے جس کی حرکات و سکنات دوسروں کو اپنی طرف مائل کر دیں ایسے آدمی کے اٹھنے بیٹھنے، بات چیت کرنے اور کام کرنے میں نرمی ہوتی ہے تو ایسا آدمی سفر کی تھکاوٹ اور جہاد فی سبیل اللہ کی سختیوں کو برداشت کی طاقت نہیں رکھتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بچڑے کو مدینہ منورہ سے نکالنا :

اس وجہ سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے ایک بچڑے کو نکالا تاکہ صحیح لوگ اس کے جراثیم سے متاثر نہ ہوں، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچڑا لایا گیا، جس نے ہاتھ پاؤں پر مہندی لگائی ہوئی تھی۔“

تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : ”اس آدمی کو کیا ہوا؟“

تو کسی نے عرض کیا : ”یا رسول اللہ! یہ عورتوں کی مشابہت کرتا ہے۔“

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مدینہ طیبہ سے نکالنے کا حکم دیا اور ”نقیع“ مقام کی طرف بھگایا۔ (نقیع مدینہ منورہ میں ایک جگہ ہے جہاں جانوروں کی چراگاہ ہوتی تھی) پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ :

”یا رسول اللہ ! کیا اسے قتل نہیں کرنا چاہیے؟“

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

”مجھے نمازیوں کے قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔“

(رواہ ابو داؤد فی کتاب الأدب فی الحکم فی المستحقین: ۲۸۲/۳ حدیث رقم: ۴۹۲۸)

اور یہی حدیث اساسی اور فطرتی اصولوں کی حفاظت میں عظیم بنیاد ہے اور اسی وجہ

سے آدمی کو ہاتھ پاؤں پر بغیر کسی عذر کے مہندی لگانے سے منع کیا گیا ہے، تو پھر یہود و

نصاری کے ساتھ (جو کافر بچڑے ہیں) مشابہت اور غلط ملط رکھنے کا کیا حکم ہوگا؟

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس نمازی بچڑے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں پیش کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ سے نکالنے کا حکم کرنا اور صحابہ

کرام کا اس کے قتل کرنے کے بارے میں دریافت کرنا، یہ تمام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہاں ایک نمازی بچڑے کے برا لگنے کے واضح دلائل ہیں اور یہی خاندان اور افراد کے لئے

بچڑا پن سے بچنے کے لئے ایک واضح بات بھی ہے۔

مرد اور عورت ایک جیسا لباس نہ پہننے :

اور جب سے مسلمان نوجوانوں نے یہودیوں اور عیسائیوں کے بچڑا پن کو خوش

آمدید کہا اور ان کے ظاہری مصنوعی چمک دمک سے متاثر ہوئے اور اپنی شریعت کے محاسن

اور دینی امتیازات سے غافل ہوئے اور اپنے آپ کو ان کے رنگ میں رنگا اور پھر یہ مشابہت

اور اختلاط اس حد تک پہنچی کہ آسانی سے ایک مسلمان اور عیسائی میں فرق نہیں ہو سکتا۔ اس

لئے کہ دونوں شکل و صورت، وضع قطع اور جامد و لباس میں مکمل ایک جیسے ہیں۔

وردی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : لعن رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم الرجل یلبس لبسة المرأة و المرأة تلبس لبسة الرجل. (رواہ ابو داؤد فی کتاب اللباس فی باب لبس النساء حدیث رقم: ۳۰۹۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کا لباس پہنتے ہوں اور ان عورتوں پر جو مردوں کا لباس پہنتی ہیں۔“

اور دونوں اطراف سے خواہ صورت و لباس اور بالوں میں مشابہت ہو یا خالوں اور دانت تیز کرنے میں، ان تمام میں دھوکے کا ایک عجیب راز یہ ہے کہ یہ اصلی فطرت کو چھپاتا ہے، اگر یہ کام جائز بھی ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس انصاری عورت کو اجازت فرماتے تاکہ وہ اور بال لگاتے، اس لئے کہ اس کی زلفیں بیماری کی وجہ سے گر (نکل) گئی تھیں، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

”انصاری کی ایک عورت کی شادی ہوئی، پھر بیمار پڑ گئی تو اس کے بال گر گئے، تو اس نے ارادہ کیا کہ اپنے بالوں کے ساتھ اور بال لگا دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بالوں میں مصنوعی بال پیوست کرنے والی اور پیوست کرانے والی عورتوں پر لعنت فرماتا ہے۔“

(رواہ البخاری فی کتاب اللباس فی باب الوصل فی الشعر)

حدیث رقم: ۵۹۳۳ فتح الباری ۱۰/۳۷۴

”کتاب البیان والتعریف فی بیان اسباب ورود الحدیث“ کے صاحب نے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا سبب ”مشکل لا یمیز“ میں تفصیلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں کہ:

”ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! میں نے اپنی بیٹی کی ایک شخص سے شادی کر لی، تو وہ بیمار پڑ گئی اور اس کے سر کے بال جھڑ گئے، تو اب اس کا شوہر چاہتا ہے کہ اور بال ساتھ لگا دیں تو کیا میں اس کے سر پر اور بال لگا سکتی ہوں جس سے وہ خوبصورت ہو جائے، تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ پیوست کرنے والی اور پیوست کرانی والی دونوں پر لعنت فرماتا ہے۔“ (کتاب البیان والتعریف فی بیان اسباب ورود الحدیث: ۱۶۱)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں آمد:

حضرت سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب آخری مرتبہ مدینہ منورہ تشریف لائے، تو ہمارے سامنے تقریر فرمایا اور دوران بیان بال کی ایک جھٹکی نکال کر فرمایا:

”میرا یہ خیال نہ تھا کہ یہود کے علاوہ کوئی اور بھی یہ کام کرے گا، اور یقیناً پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (بال پیوست کرنے والے کو) جھوٹا فرمایا ہے۔“

اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے مدینہ والوں سے فرمایا:

”تمہارے علماء کو کیا ہوا؟ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایسے کام سے منع فرماتے، اور فرمایا کہ یقیناً بنی اسرائیل ہلاک ہوئے، جب ان کی عورتوں نے یہ کام شروع کیا۔“ (رواہ البخاری فی

کتاب اللباس باب وصل الشعر حدیث رقم: ۵۹۳۸، فتح الباری ۱۰/۳۷۴)

جتنا بھی زمانہ گزرتا ہے، ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی تعبیر حرف بہ حرف واضح ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جن منکرات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اس کے ارتکاب سے اپنی امت کے مرد و عورت کو ڈرایا ہے وہ موجود ہوئیں اور یہ روایت ہم نے اپنے موضوع کی وضاحت کے لئے بیان کی ہے کہ مسلمانوں اور کفار کے مابین اور مرد و عورت کے درمیان فرق کرنے کے لئے کون سی خصوصیات ہیں؟ اور حق بات یہ ہے کہ جو شرعی حکم ہوتا ہے، اس میں بندوں کے لئے بہت زیادہ مصالح ہوتی ہیں، اگرچہ ان سب کو ہم جانیں یا نہ جانیں، پھر بھی شریعت سراسر خیر و برکت ہے۔

ایک بدو کا ایمان اور سمجھ :

ایک بدو نے کیا اچھا کہا تھا جب اس سے کسی نے پوچھا کہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں ایمان لایا؟ تو اس بدو نے نہایت خوبصورت جواب دیا :

”میں نے کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے کرنے کا حکم فرماتے اور عقل کہے کہ نہ کرو اور اسی طرح کبھی آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی کام سے منع فرماتے ہو اور عقل اس کے کرنے کا حکم دے۔“

تو ایک بدو سلیم الفطرت اور مضبوط سمجھ والے نے اپنی طبعی قوت اور مضبوط سمجھ سے یہ بات معلوم کر لی کہ شریعت کے تمام احکام حکمتوں اور مصلحتوں سے پُر ہیں۔

لمبی داڑھی اور کم موچھوں میں بہت سی حکمتیں اور مصالح ہیں :

پس لمبی داڑھی اور کئی ہوئی موچھوں میں بھی بہت سے حکمتیں اور مصالح ہیں،

بعض کو ہم جانتے ہیں اور بعض کو نہیں۔ بعض شرعی مصالح تو ہم نے ذکر کئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت کرنا، انبیاء و صلحاء سے مشابہت کرنا، مجوس و مشرکین، یہود و نصاریٰ کی مشابہت سے دور رہنا اور بیچڑاپن اور حلیہ بگاڑنے سے اپنے آپ کو بچانا اور اس طرح اور (بہت ساری چیزوں سے اپنے آپ کو بچانا) اور مسلمان کی شخصیت کا برقرار رکھنا۔ اس لئے کہ ایسی شخصیت (لمبی داڑھی، موچھیں کاٹنا) مسلمانوں کے مابین تعارف کی نشانی ہے، تاکہ ایک مسلمان بھائی دوسرے مسلمان بھائی کو جانے بغیر سلام کر سکیں، یا سلام کا جواب دے سکیں، اس لئے کہ یہ سلام پھیلانا ان (مسلمانوں) کے درمیان میں اخوت و بھائی چارے کی تعلیمات کو مضبوط کر دیتا ہے۔

اور جب سے مسلمان نو جوان نے یہ فرق ختم کئے ہیں تو ظاہری نظر میں آسانی سے مسلمان اور عیسائی کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ ان شہروں میں جہاں عیسائی ہندو اور کفار کی دوسری اقوام رہتے ہیں، اگر جہاد ہو جائے اور میدان جنگ میں کوئی مقتول پایا جائے جس کو کوئی پہچانتا نہ ہو، تو داڑھی اس بات پر دلالت کرے گی کہ یہ مسلمان ہے۔ تو اس کو غسل دیا جائے گا اور کفن پہنایا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ پڑھائی جائے گی اور مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کیا جائیگا۔

اگر ریل گاڑی، بس، جہاز یا موٹر وغیرہ میں حادثہ ہو جائے تو وہاں مسلمان کی پہچان کیا ہوگی؟ اور خاص طور پر جب یہ غیر ممالک میں ہو، اور اس وقت میں جب اسلامی لشکر مشرکین اور کفار سے لڑتے ہوں، لہذا ایک مجاہد اپنے بھائی کو اس داڑھی سے پہچانے گا۔

خلاصہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدمی پر اتنا عظیم احسان فرمایا ہے کہ اس کو عورت پر

نگران مقرر کیا اور اسے ظاہری طور پر داڑھی اور مونچھوں سے ممتاز کیا، معنوی امور سے بھی خاص کیا۔

کیا اس سے بھی کوئی بڑی فضیلت اور عزت ہو سکتی ہے؟ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس قول میں عطا کر دی :

”وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوحِيْ“۔ (اور میں نے اپنی روح اس میں پھونکی) اور ماں جو اہل علیہا السلام کو ان کے مانوس کرنے کے لئے پیدا فرمایا تو اس وجہ سے عورت اتنے بلند و بالا منصب کی حقدار نہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام انسانیت کی تمام کمالات و صفات سے متصف تھے۔ خاص طور پر مردانگی کے اوصاف سے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء مرد تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ نبوت و رسالت کی عظیم نعمت عورتوں کو نہیں دی۔

داڑھی :

یہ داڑھی جو ہم ہر وقت دیکھتے ہو اور لوگوں کے سامنے آتے ہو، یہ مردانگی کی نشانی اور عنوان ہے۔ زنانہ، خصی آدمی اور خنثی مشکل جیسا کہ یہ مردانگی کی صفات سے محروم ہوتے ہیں اس طرح داڑھی سے بھی محروم ہوتے ہیں اور ماہر اطباء اور ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ داڑھی پر بلیڈ وغیرہ مارنا آدمی کی قوت مردانگی کو کم کر دیتا ہے، کہتے ہیں کہ اگر یہ لڑکے اپنے آباء کی طرح داڑھی منڈھوانے پر پیشگی کر لیں اور یہی ان کے پوتے بھی کریں اور یہ عمل سات (۷) نسلوں تک جاری رہے تو آٹھویں نسل قوت مردانگی سے خالی پیدا ہوگی یعنی مادہ منویہ سے محروم ہوں گے۔ داڑھی سر کے بالوں کی طرح نہیں، اس لئے کہ سر کے بالوں کا مادہ

منویہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے کہ گنجا آدمی قوت مردانگی رکھتا ہے، اور خصی، خنثی مشکل اور عین اس سے محروم ہوتے ہیں اور اس طرح بلیڈ چلانے سے گلے اور آنکھوں کی رگیں بھی متاثر ہوتی ہیں اور سینے کی رگیں بھی خراب ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے داڑھی منڈھوانے والوں کی نظر جوانی میں کمزور ہو جاتی ہے اور سینے کی آفات و مصائب میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے کہ تیل کے ذرات داڑھی کے ذریعے بدن تک پہنچتے ہیں جس کی وجہ سے بدن نرم اور تروتازہ رہتا ہے۔

امریکی ڈاکٹروں میں ایک مشہور عیسائی ڈاکٹر ”چارلس ہومر“ نے ایک خط کے جواب میں صاف کہا ہے جو بعض داڑھی منڈوں نے اس کو بھیجا تھا اور اس ڈاکٹر پر زور دیا تھا کہ وہ ایک ایسا انجکشن ایکاد کرے، جس کے لگانے سے داڑھی کے بالوں کا بالکل جڑ سے ایسا خاتمہ ہو کہ دوبارہ نہ اُگیں۔ تاکہ قیمتی اوقات اور اخراجات محفوظ ہو جائیں، جو داڑھی منڈھوانے پر بے جا خرچ ہوتے ہیں، تو ڈاکٹر چارلس ہومر نے جواب دیا کہ :

”چند لوگوں نے مجھ سے داڑھی منڈھوانے کے لئے بجلی کی مشین کے ایجاد کرنے کا مطالبہ کیا ہے کہ ان کے قیمتی اوقات بچ جائیں لیکن میں نہیں سمجھتا کہ یہ لوگ داڑھی سے اتنا کیوں ڈرتے ہیں؟ یہ لوگ سر کے بال تو لمبے لمبے رکھتے ہیں لیکن داڑھی لمبی رکھنے میں کیا عیب ہے؟ جب آدمی کے سر کے بال گر جائیں تو وہ اپنے آپ کو گنجا تصور کرتا ہے اور شرماتا ہے اور عجیب حیرانگی کی بات یہ ہے کہ اپنے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتا ہے اور کوئی شرم اور پشیمانی محسوس نہیں ہوتی۔ باوجود اس کے کہ داڑھی مردانگی کی نشانی ہے اور اس سے قوت مردانگی بھی زیادہ ہوتی

ہے اور صورت اور اتیان بھی قوی کر دیتی ہے۔

داڑھی آدمیوں کی زیست :

داڑھی بڑھانے اور اس کی حفاظت کرنے سے شجاعت و بہادری اور رعب پیدا ہوتا ہے اور اس سے آدمی اور عورت کے مابین تمیز ہوتا ہے، عورتیں داڑھیوں کی بہت قدر کرتی ہیں اور داڑھی والوں پر عاشق ہوتی ہیں، مگر ایسا ظاہر کرتی ہیں کہ انہیں داڑھی والوں سے محبت نہیں۔ اس میں سر اور راز یہ ہے کہ یہی (عورتیں) نئے فیشن کی بنیاد ہیں اور بد قسمتی سے داڑھی لمبی رکھنا لوگوں میں بُرا مانا جاتا ہے۔ اور داڑھی کے چند بال، چہرے، منہ اور ناک کی چھاننی کی طرح ہے کہ منہ، چہرہ، ناک، گردن، گلا اور ٹھوڑی کے نیچے حصہ کو مضمری جراثیم سے بچاتا ہے اور گھٹان داڑھی سینے کو گرمی اور سردی سے بھی بچاتی ہے۔

اور یہی داڑھی ایک بار پھر اس دنیا میں آئے گی اور وہی رعب بھی ساتھ ہوگا، جو اللہ تعالیٰ نے مرد کے ساتھ خاص کیا ہے، اور کبھی بھی ایک داڑھی والے نے اپنی بیوی کو نہیں چھوڑا، اس لئے کہ وہ داڑھی کا احترام کرتا ہے اور اپنی عزت کا خیال رکھتا ہے، جیسا کہ آدمی کی شان سے مناسب ہو اور ایک مضبوط نوجوان کیسے یہ آرزو کرے گا کہ اس کا چہرہ عورتوں اور بچوں کی طرح ہو، اللہ تعالیٰ نے داڑھی کو مردوں کے چہروں کی زیست بنائی ہے اور جو لوگ داڑھی پر ہنستے اور مذاق اڑاتے ہیں تو وہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہنستے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اس لئے کہ ان کی بھی لمبی داڑھی تھی۔ (انہی کلام الطیب المسیحی و هو ماحوذ من مجلة "الصلی" الصادرة من ملتان شہر اپریل ۱۹۵۳ء)

اس عیسائی اور امریکی ڈاکٹر نے مختصر الفاظ میں داڑھی کا مرتبہ کتنے خوبصورت

انداز میں بیان کیا اور اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے ساتھ اس نے کتنے زبردست انداز میں عزت اور قدر و احترام کے تعلق کا اظہار کیا، باوجود اس کے کہ میں (۲۰) صدیاں گزر چکی ہیں؟ تو کیا ہم مسلمان اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں؟ کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین بھی ہیں اور وہی نبی ہیں جن کی آنے کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو دی تھی اور عنقریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور وہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے داعی ہوں گے۔

میں چاہتا ہوں کہ اس فصل کو حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کردہ حدیث پر ختم کروں جو کہ ایک لمبی حدیث اس میں ہے :

”فوعظنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موعظة بليغة وجلت منها القلوب وخرفت منها العيون، فقال قائل : يا رسول الله كأن هذه موعظة مودع فماذا تعهد إلينا؟ فقال : أو صيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وإن عبدًا حبشيًا فإنه من يعش منكم بعدى فسيروا اختلافًا كثيرًا، فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل بدعة ضلالة“۔

(رواہ ابوداؤد ۴۶۷۰ و الترمذی حدیث رقم ۲۶۷۷)

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پر اثر وعظ فرمایا جس سے ہمارے دل خوف زدہ ہو گئے اور آنکھیں انگبار ہو گئیں، کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو گویا الوداعی وعظ معلوم ہو رہا ہے، ہمیں وصیت فرمائیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تمہیں اللہ کے خوف اور سبوح و اطاعت کی تاکید کرتا ہوں، اگرچہ تم پر کوئی جیسی غلام امیر بنا دیا جائے اور جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہا، وہ بہت بڑے اختلاف کو دیکھے گا۔ پس تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم میری سنت اور (ہدایت یافتہ) خلفاء راشدین کی سنت (کو اختیار کرو) اس کو دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھو اور دین میں نئی باتیں داخل کرنے سے بچو اس لئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ و اصحابہ اجمعین۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لائے والا

☆☆☆

<http://islamicbooksinpdf.blogspot.com/>

تیسری فصل :

بعض اہل علم اور زانغین کے شبہات
اور جوابات

کیا لمبی داڑھی رکھنا عیب ہے ؟

پہلا شبہ : بعض معترضین کہتے ہیں کہ :

”پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی لمبی رکھی تھی مگر یہ اپنے خاندان اور وطن کی عادت کے مطابق تھا، اور اب تو بالکل عادت بدل گئی ہے، اس لئے داڑھی کا ٹٹا اور منڈوانا تمام لوگوں کی عادت بن گئی اور داڑھی لمبی کرنا عیب شمار ہوتا ہے۔“

جواب : حق بات یہ ہے کہ: یہ شبہ اس اندھی تقلید کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، جس نے جذبات اور عقول پر غلبہ کیا ہے، یہاں تک کہ ایسا شخص پھر حق اور باطل کے درمیان تمیز بھی نہیں کر سکتا، اگر معترضین انصاف کی نگاہ سے اس کتاب کے پہلے فصل کا مطالعہ کریں جو

ایسے نصوص شرعیہ پر مشتمل ہے جو کہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ داڑھی لمبی کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم اور دین کا حصہ ہے، عادت کی وجہ سے نہیں ہے، تو ان معترضین کو یقین ہو جائے گا کہ داڑھی بڑھانا دین کے واجبات میں سے ہے اور مشرکین کی عادت میں سے نہیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے بھیجا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو نافذ کریں اور جاہلیت کے رسوم کو ختم کر دیں، پس مشرکین جو بتوں کی عبادت کرتے، بیٹیاں زندہ درگور کرتے، بیت اللہ شریف کا طواف برہنہ کرتے اور اس طرح اور قبیح افعال کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باطل عقائد اور قبیح عادات کے خلاف سخت محنت فرما کر ان کو تمام برائیوں سے منع فرمایا اور اسلام کے پاکیزہ عقائد و اعمال سے مزین فرمایا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) جاہلیت کی عادات کا اجراع کرتے، تو اتنی سختیوں اور تکالیف نہ اٹھاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جاہلیت کے ہر قسم کی رسم و رواج کو بُرا مانتے، اور اسی وجہ سے بہت سی ایسی چیزیں حرام کر دیں جن میں مشرکین و مجوس سے مشابہت تھی اور یہ بھی ثابت نہیں کہ اس زمانے کے عرب داڑھی رکھتے اور کیسے ہو سکتا ہے؟ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ تصریح فرمائی ہے کہ مشرکین اور مجوس داڑھی کاٹتے اور مونچھیں لمبی رکھتے ہیں۔ ان کی مخالفت کرو۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ داڑھی رکھنا اس زمانے کے بعض لوگوں کی عادت تھی، تو یہ ”ملت ابراہیمی“ کے باقی ماندہ آثار میں سے ہوگا اس لئے کہ یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کی امت جب گناہوں میں انتہا تک پہنچی ہے تو اپنے انبیاء علیہم السلام کی بعض تعلیمات ان میں باقی رہتی ہیں، جیسے بیت اللہ شریف کا احترام، طواف، حج، عرفات پر وقوف اور رات گزارنا منیٰ میں۔ تو یہ تمام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باقی نشانات و آثار ہیں، مگر اتنی بات ہے کہ وہ ان عبادتوں کے ساتھ ساتھ شرک بھی کرتے اور اس میں کسی کو بھی شک نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج

کرتے، طواف کرتے، منیٰ میں رات گزارتے اور عرفات پر وقوف فرماتے تو یہ تمام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے نشانات ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے ان احکامات کا حکم دیا ہے تو اس طرح داڑھی بھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھی داڑھی لمبی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اور معترضین کی یہ بات کہ بہت سے لوگوں کی عادت اب بدل گئی ہے تو ان کی پیروی کرنی چاہئے، تو ہم معترضین سے پوچھتے ہیں کہ ”عادت“ سے تمہاری مراد کس کی عادت ہے؟ مسلمانوں کی یا یہود و نصاریٰ کی؟ اگر مسلمانوں کی عادت مراد ہو تو یہ اچانک پیدا نہیں ہوئی، بلکہ ایک نافرمان مسلمان نے مشرکین کی مشابہت اختیار کی، پھر یہ مرض دوسرے کو لگا اور اس طرح چلتا گیا چلتا گیا یہاں تک کہ اس قسم کے مریض زیادہ ہو گئے اور اسی طرح سود کھانے والوں، جو اکیٹھنے والوں، رشوت لینے والوں اور دینے والوں کی تعداد بھی انہی لوگوں کی طرح زیادہ ہو گئی ہے تو صحیح لوگوں کو ان مریض لوگوں کی پیروی نہیں کرنی چاہئے اور اگر تمہاری مراد یہودیوں اور عیسائیوں کی عادت ہو تو ہمیں ان کی عادات سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

کیا مجاہد کے لئے داڑھی کاٹنا جائز ہے؟

دوسرا شبہ : بعض نوجوان کہتے ہیں کہ داڑھی کاٹنا مجاہد کے لئے جائز ہے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کروں گا تو اسی وجہ سے داڑھی کاٹتا ہوں۔

جواب : اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قسم کی باتیں جہالت پر مبنی ہوتی ہیں، اس لئے کہ اچھی نیت سے کوئی حرام چیز جائز نہیں ہوتی، اور مجاہد کے لئے داڑھی منڈھوانا کبیرہ

گناہوں میں ایک گناہ ہے، کسی صحابیؓ اور تابعیؓ نے کسی غزوہ اور سریہ کے موقع پر اپنی داڑھی نہیں منڈوائی ہے، تو ان کی نیت سے زیادہ اچھی نیت کس کی ہو سکتی ہے؟ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لئے پسند فرمایا تھا اور ان سے زیادہ بہادر کون ہو سکتا ہے؟ وہ تو جنگجو بہادر تھے، اور یہی لوگ تھے جنہوں نے قیصر و کسریٰ کی بادشاہی ختم کی تھی اور ان کی شہنشاہیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ اور قیصر و فرعونوں کے محلات پر قابض ہوئے تھے اور ان کے خزانے غنیمت میں لئے اور ان کے شاہانہ تاجوں سے مدینہ منورہ کے راستوں میں گیند کی طرح کھیلنے رہتے، مگر ان میں ایک بھی داڑھی منڈوانے والا نہیں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی کئی جنگیں لڑیں اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ ستر (۷۰) سے زائد غزوات اور سریوں میں شریک ہوئے اور تاریخ نے وہی غزوات محفوظ کئے لیکن ہم نے ایک غازی اور مجاہد بھی ایسا نہ پایا جس نے داڑھی منڈھوائی ہو۔

اگر اللہ تعالیٰ کبھی شام، ایران، خراسان اور ماوراء النہر کے پہاڑوں کو قوت گویائی عطا کر دی ہوتی تو یہ پہاڑ اور وادیاں اور جہادی میدان گواہی دیتے کہ وہ فاتحین اور اسلام کے جھنڈے اٹھانے والے سب داڑھی والے تھے۔

کیا داڑھی منڈے کی تقلید جائز ہے؟

تیسرا شبہ : بعض غافلین کہتے ہیں کہ بہت سے عرب مسلمان جیسے مصر والے، شام، عراق، اردن، مغرب والے، اور ترکی کے مسلمان داڑھی منڈواتے ہیں اور مسلمان ہیں تو ان تمام لوگوں کے کام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی بڑھانا لازم نہیں۔

جواب : یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ بیہودہ صرف بڑے مقام ”مصب رسالت“ کی

(شان کی مناسبت) ہے اس کی اتباع کیا جائے گا، مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، تقریرات اور احوال۔ کسی اور کے افعال کی اتباع نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ عربی کیوں نہ ہو بلکہ حجازی، مکی اور مدنی کیوں نہ ہو، اگر یہ لوگ نماز چھوڑنے اور روزہ نہ رکھنے پر اتفاق کریں تو کیا اس میں بھی ہم ان کا اتباع کریں گے؟ اور اس طرح ان میں ہزاروں علماء کرام اور مسلمان موجود ہیں جنہوں نے (لمبی) داڑھی رکھی ہے اور اس کے وجوب کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں تو ہم ان کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟

کیا داڑھی رکھنا اور کاٹنا برابر ہے؟

چوتھا شبہ : بعض غافلین کہتے ہیں کہ اصل میں تقویٰ چاہئے اور اس کا محل دل ہے، داڑھی نہیں تو اس کے کاٹنے اور رکھنے میں کوئی پاک نہیں۔

جواب : حق بات یہ ہے کہ اعمال دو قسم کے ہیں :

ایک دل کے اعمال ہیں اور دوسرے اعضاء کے اعمال ہیں۔

دل اور اعضاء دونوں اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تابع داری پر مامور ہیں، مگر اتنی بات ہے کہ دل عقائد پر مامور ہے جیسے توحید کا عقیدہ رکھنا اور ان تمام صفات کا اثبات کرنا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ثابت کیا ہے اور یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کیا ہے اور ان تمام صفات کی نفی کرنا جن کی اللہ تعالیٰ نے نفی کیا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ان کی نفی کی ہے، اور انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتب کی تصدیق کرنا اور ان تمام ضروریات پر ایمان لانا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں جو ظاہری اور ضروری باتیں ہیں۔

اور اعضاء عملی احکامات پر مامور ہیں، جیسے آنکھ تو یہ مامور ہے کہ اس سے بندہ

قرآن مجید، کتب احادیث اور اسلامی علوم کی کتابوں کو دیکھے، مسجد کی راہ دیکھے، مطلب یہ کہ بندہ اس سے نیک کاموں میں مدد حاصل کرے اور محرمات کو نہ دیکھے اور اسی طرح زبان بھی مامور ہے کہ یہ نیک کاموں میں استعمال ہو، گالی، فحش گوئی، غیبت، چغلی اور کفر کے کلمات میں استعمال نہ ہو، اور اس طرح تمام جسم کے اعضاء بھی۔

تو داڑھی لمبی رکھنا، ان واجبات میں سے ہے جن کا تعلق اعضاء سے ہے اور مکمل تقویٰ تمام شرعی احکام پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے، خواہ جس کا تعلق دل سے ہو یا اعضاء و جوارح سے۔

کیا داڑھی میں آدمی عجیب لگتا ہے؟

پانچواں شبہ : بعض نو جوانوں سے سنا ہے کہ داڑھی میں آدمی عجیب سا لگتا ہے اور داڑھی رکھنے والا داڑھی مندوں میں عجیب و غریب سا لگتا ہے؟

جواب : حق بات یہ ہے کہ جب ایک مخلص مسلمان اس قسم کے اعتراضات و تنقیدات اور داڑھی کی اہانت سے تو وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتا ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے سنتوں پر عامل شخص قابل تشویش نظر آئے اور مجوس، مشرکین، یہود اور عیسائیوں کے رنگ میں رنگا شخص اچھا دکھائی دے؟ اور باوجود اس کے گناہ کو معمولی سمجھنا کفر ہے، خواہ گناہ صغیر ہو یا کبیرہ۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

”بحسب امری من الشر ان يحقر أخاه المسلم“ (صحیح مسلم کتاب البر والصلة والآداب باب تحریم ظلم المسلم وحذره واحطاره ۱۹۸۶/۳، حدیث رقم: ۴۵۶۳)

(ایک آدمی کے شر کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی اہانت

<http://islamicbooksinpdf.blogspot.com/>

کرے)

اور جو لوگ داڑھی اور داڑھی والوں کی اہانت کرتے ہیں وہ اسلامی نشانات و شعائر پر استہزاء کرتے ہیں، اس لئے کہ داڑھی تو اسلام کے خاص نشانات میں سے ایک ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ“ (سورة الحجرات، الآية: ۱۱)

ترجمہ : اے ایمان والو! ٹھٹھا اور مذاق نہ کرے ایک قوم دوسروں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے، شاید وہ بہتر ہوں ان سے۔

انبیاء اور رسل تمام مخلوق میں بہترین لوگ ہیں اور کائنات میں صورت و سیرت کے لحاظ سے خوبصورت لوگ ہیں اور یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام داڑھی والے تھے۔ اور داڑھی کاٹنے کا یہ مرض چوتھی صدی ہجری کے نصف آخر میں (۳۵۰ھ) اسلامی معاشرہ کو لاحق ہوا ہے۔

ابھارا اس قدر اس عہد میں روشن خیالوں نے کہ چل نکلی زمیں قائم مقام آسمان ہو کر

(اکبر الہ آبادی)

کیا داڑھی اونٹنی پر سواری کی طرح سنت ہے؟

پچھٹا شبہ : بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھی تھی، اسی طرح سر کے بال بھی رکھے تھے اور حال یہ کہ اس کا کاٹنا اور منڈوانا جائز ہے اور آپ ﷺ اونٹنی پر سواری فرماتے لیکن اونٹنی پر سواری کرنا تو کوئی لازمی نہیں۔

<http://islamicbooksinpdf.blogspot.com/>

جواب: یہ ہے کہ یہ مسئلہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال سے تعلق رکھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے بالوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

”احلقوا کله اواقر کوه“۔ (تمام سر کے بال منڈوا دیا چھوڑ دو)

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اور سر مبارک کو ”حجۃ الوداع“ کے موقع پر منڈوایا تھا اور بالوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تقسیم فرمایا تھا (تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے) ہم نے ذخیرۃ احادیث مطبوعہ و منقولہ (قلبی) میں ایک قوی یا فعلی حدیث نہیں دیکھی جو تمام داڑھی کے منڈوانے یا مشمت سے کم کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہو اور یہ (اوشنی پر) سواری کرنا یا اس جیسے دوسرے کام تو اس سے مقصد منزل مقصود تک پہنچنا ہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھوڑے، خچر اور گدھے پر بھی سواری ثابت ہے تو موٹر اور جہاز میں سواری کرنا کوئی حرام کام نہیں۔ اس لئے کہ ان کا امور شرعیہ کے ساتھ سرے سے کوئی تعلق نہیں۔

أهون البلیتین اختیار کرنا :

ساتواں شبہ: بعض نادان یہ بات کہتے ہیں اور اس کو دلیل بھی بناتے ہیں کہ داڑھی رکھنے میں یہود سے مشابہت آتی ہے اور منڈوانے میں عیسائیوں سے مشابہت آتی ہے تو ہم اس میں آسان مصیبت اختیار کریں گے، یہود تو ہمارے سخت ترین دشمن ہیں تو ہم نہیں چاہتے کہ ان کی مشابہت اختیار کریں۔

پہلا جواب: یہ ہے کہ ہمیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور کے کرنے کا حکم دیا ہے، ان پر عمل کریں گے، اس میں کسی کی مشابہت کو دخل نہیں۔ اس لئے کہ منافقین بھی کلمہ توحید پڑھتے اور نماز پڑھتے تو کیا مسلمان کلمہ توحید نہ پڑھے اور نہ نماز پڑھے کہ ان کی

مشابہت سے بچ جائے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر و برکت والے زمانہ میں یہود بھی مدینہ منورہ میں رہتے تھے اور وہ تمام کے تمام داڑھی والے تھے تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے میں ان کی مشابہت اختیار کرنے کا حکم نہیں دیا تھا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم ماننے کے لئے حکم فرمایا تھا۔

تیسرا جواب: یہ ہے کہ یہود اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کی وجہ سے داڑھی رکھتے ہیں، تو ہم زیادہ حقدار ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کریں۔

چوتھا جواب: یہ ہے کہ یہود داڑھی رکھتے ہیں مگر وہ کاٹنے سے منع کئے گئے ہیں اور ہمارے لئے منشی سے زائد کاٹنا جائز ہے اور وہ مونچھیں لمبی رکھتے ہیں اور مسلمانوں کو کمر کرنے، تراشنے اور چھوٹی کرنے کا حکم ہوا ہے۔

کیا داڑھی والے حساس مرتبوں تک نہیں پہنچ سکتے ؟

آخوواں شبہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس انقلابی دور میں داڑھی رکھنے والے بلند اور حساس مرتبوں تک نہیں پہنچ سکتے۔

جواب: لیکن یہ ایک فاسد خیال ہے، اس لئے کہ ترقی شریعت کے اتباع میں ہے، اگرچہ زمانے کے انقلابی ایجادات میں ترقی ہوئی ہے۔ اگر بات ایسی ہے جیسا کہ معترضین کہتے ہیں تو ہندوستان میں سکھوں کا گروہ سب سے ذلیل ترین ہوتا۔ اس لئے کہ وہ داڑھی اور مونچھیں دونوں لمبی رکھتے ہیں اور بڑی بڑی پگڑیاں پہنی ہوئے ہوتے ہیں، باوجود اس کے کہ تعداد دشوار میں بھی کم ہیں مگر پھر بھی ہندوستان میں تمام اقوام سے ترقی یافتہ

ہیں اور بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں، جیسے پولیس، فوج اور تجارت اور تمام وزارتوں میں ان کو عہدے حاصل ہیں، اور داڑھی نے ان کو انقلابات، ترقی اور معیشت کے کسی میدان میں بھی داڑھی مندوں سے پیچھے نہیں چھوڑا، مگر حق بات یہ ہے کہ وہ اپنے تقلید میں ایسے مضبوط ہیں جس نے ان کو ہندوؤں کے حملوں سے بچایا ہے۔

بڑھاپے میں کوئی کمال حاصل کرنا شرم نہیں :

نواں شبہ : بعض داڑھی مندوانے والے کہتے ہیں کہ یہ ہم اس لئے کرتے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ ہم جوان ہیں، تو ایک کمال حاصل کرنے پر بُرا نہیں لگتے، اس لئے کہ بڑھاپے میں کوئی کمال حاصل کرنا شرم ہوتا ہے۔

جواب : یہ ایک بے کار اور فضول بہانہ ہے اور خیال فاسد ہے۔ اس لئے کہ داڑھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے، جتنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت زیادہ ہوتا ہے تو اتنا شکر کرنا بھی زیادہ ہوتا ہے۔ تو یہ نعمت چھپانا اس نعمت کی ناشکری اور ناقدری ہے۔ بڑھاپے میں ایک کمال حاصل کرنا کمال ہمت پر دلالت کرتا ہے اور بے وقوفوں اور نادانوں کو ان باتوں میں کوئی اعتبار نہیں، اس لئے کہ وہ خیر پر شر کا گمان کرتے ہیں اور شر پر خیر کا۔ اگر ہم ان احمقوں کے مزاجوں کو دیکھیں اور ان کی سیرت و صورت کی اقتداء کریں تو اسلام کی یہ رسی بھی اپنی گردنوں سے اتار دیں گے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

یقیناً اسلام کفار کے نزدیک شرم اور عیب ہے، مگر وہ عالم میں سب سے زیادہ احمق اور بے وقوف ہیں۔ اس طرح اور بہت زیادہ شبہات ہیں جو سننے کے قابل ہی نہیں۔

<http://islamicbooksinpdf.blogspot.com/>

مشہور شبہ : خواہش پرست لوگوں کے درمیان ایک مشہور اور مردودہ شبہ یہ ہے کہ داڑھی رکھنے کا وجوہ نبوی احکامات سے نہیں ہوتا بلکہ اس سے صرف استہباب معلوم ہوتا ہے۔

تو یہ ایک کمزور شبہ ہے۔ اس لئے کہ احادیث داڑھی بڑھانے کے بارے میں صریح ہیں، جیسا کہ یہ بحث تفصیلاً گزر چکا، ایک انصاف کرنے والے مسلمان کے لئے یہ مضبوط دلائل کافی ہیں بالخصوص ہمارے وہ اہل علم بھائی اگر تھوڑا سا غور و فکر کریں اور مستقبل میں اپنی ذمہ داریوں کو دیکھیں، تو ایسے شبہات سے ضرور خوف زدہ ہوں گے، اور قرآن و سنت پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوں گے۔

اس لئے کہ یہ صاف (اور شفاف) شریعت خواہش پرستوں کی تکمیل کے لئے نہیں آئی جو بازاری جھوٹی زینت پر دھوکہ کھاتے ہیں، بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں اور جنوں کی اصلاح کے لئے نازل فرمائی ہے۔ جو ان سیدھے راستوں اور فطری قوانین پر چلتے ہیں تو ان کا فائدہ اپنے لئے ہے اور جو خواہشوں اور لذتوں کے اتباع کرنے والوں کی راہ پر چلتے ہیں تو ان کا وبال بھی اپنی جان پر ہے۔ داعیین اور علوم نبویہ کے وارثین پر لازم ہے کہ اپنے جسم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و صورت کے اتباع سے پر مزین کریں اور اپنے اجسام و ابدان اور عادات میں شرعی نظام پورا نافذ کریں اور پھر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھیلانے اور دعوت دینے کے لئے تیار ہو جائیں اور اپنی تمام کوششیں اس میں خرچ کریں۔ اس لئے کہ اسلامی معاشرہ افراد سے بنتا ہے اور جب افراد صحیح ہو جائیں تو معاشرہ صحیح ہو جائے گا اور جب معاشرہ صحیح ہوگا تو آسمان و زمین کی برکات عام ہوں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

”كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْنُونٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ“

(تم سب نگہبان ہو، ہر کسی سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا)

تو آدمی سب سے پہلے اپنے آپ پر نگہبان ہے تو اس پر لازمی ہے کہ اپنے آنسوں پر اور اپنے بدن میں اسلامی نظام قائم کرے۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے اس چھوٹے سے بدن میں شریعت کے نفاذ کی طاقت نہیں رکھتا تو پھر اس کا یہ دعویٰ کیسے ہوگا؟ کہ یہ تمام میں اسلامی نفاذ شریعت کے لئے کوشاں ہے، اور کیسے اپنے دشمنوں، یہود اور عیسائیوں سے جہاد کرے گا، اس لئے کہ کفار و ملحدین (بے دین) کی تقلید کرنا ان کی مغلوبیت کی نشانی ہے۔ اور مغلوب شخص ہمیشہ غالب کی تقلید کرتا ہے، تو خالی دعوے اور دلکش خطبات ذرہ برابر جی فائدہ نہیں دیتے، جب اس کا عمل خود اس کے مخالف ہو اور یہ کبھی بھی ممکن نہیں کہ ایک آدمی میں یورپ کی تقلید اور اسلامی رنگ دونوں جمع ہو جائیں۔ اس لئے کہ یہ دونوں ضد ہیں اور بالکل الگ الگ چیزیں ہیں، اگر کسی نے مغربی تقلید سے اپنے آپ کو مزین کیا تو اسلامی شکل سے دور ہوگا، اگر دینی شعائر و نشانات سے اپنے آپ کو مزین کیا تو غیر اقوام کے رسوم سے خالی ہوگا۔

خصوصی نصیحت :

تربیت یافتہ داعیین اور خصوصاً مسئولین پر لازم ہے کہ مدارس و معابد میں اپنے طلباء بچوں کا خیال ایک شفیق و مہربان باپ کی طرح رکھے، یہ مستقبل کے داعیین اور نگہبان ہیں، جب یہ تعلیم کے دوران بہترین دینی اخلاق اختیار کریں گے اور سنت نبوی سے مزین ہو جائیں گے تو ان کے دلوں میں دینی شعائر و نشانات کی عظمت و عزت اور سنت نبویہ کا مقام اور اس سے محبت اور بھی محکم و مضبوط ہو جائے گی اور جب یہ ان تربیتی مراکز سے

قاریخ ہوں گے، تو اچھے اخلاق کا اسلحہ ساتھ ہوگا اور قرآن و سنت پر عالمین دلکش داعیین اور ہدایت یافتہ مبلغین ہوں گے اور ان کی زبانوں سے جو بات بھی نکلے گی امت کے دلوں پر اثر کرے گی، اس وقت وہ بہترین نمائندے اور مدارس و دینی اداروں کے سچے سفیر ہوں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اختتامی کلمات

اب میں اس بحث کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر یہ کے ساتھ ختم کرتا ہوں جس نے مجھے اس معمولی رسالے کے لکھنے کی توفیق دی اس کے لئے حمد ثابت ہے اور وہی شکر کے لائق ہے اور اُسی کی نعمت سے نیک کام تکمیل تک پہنچتے ہیں، ہم اُسی سے مدد مانگی جاتی ہے اور اس ہی پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى اَشْرَفِ رَسَلِهِ وَخَاتَمِ اَنْبِيَآءِهِ
وَعَلٰى آلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ الطَّاهِرِينَ۔

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت بدلنے کا

(مولانا ظفر علی خان مرحوم)

یہ کتاب آگے سے
آگے پھیلائیں،،،،،،،،
مزید کتب ڈاؤنلوڈ کرنے
کیلئے لنک یاد رکھیں

<http://islamicbooksinpdf.blogspot.com/>

<http://islamicbooksinpdf.blogspot.com/>

<http://islamicbooksinpdf.blogspot.com/>

<http://islamicbooksinpdf.blogspot.com/>